عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

تصوف
پورے دین کی روح

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۸ تا ۱۴؍ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷؍ جنوری ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۰۱

توبہ کی حقیقت اور اُس کے آداب

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

تقسیم جائیداد

س:......عرض یہ ہے کہ میرے سسر کے سات بچے ہیں اور میری ساس کی تین بیٹیاں ہیں، جو کہ ان کے پہلے شوہر سے ہیں، جب کہ میرے سسر سے ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ اب سسر کی جائیداد میں ایک گھر ہے، جس کی مالیت چالیس لاکھ روپے ہے۔ ساس کی ایک بیٹی کا انتقال ہوگیا ہے، آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ ہمیں اُن کی زندگی میں ہی شریعت کے حساب سے بتائیے کہ بیٹے اور بیٹی کا حصہ کتنا بنتا ہے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں مرحوم کی کُل جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کو شرعاً 80 حصوں میں تقسیم کریں گے۔ جس میں سے دس حصے مرحوم کی بیوہ کے ہوں گے، جبکہ سات، سات حصے مرحوم کی چاروں بیٹیوں میں سے ہر ایک بیٹی کے ہوں گے، اور چودہ چودہ حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔ یعنی کُل مالیت اگر چالیس لاکھ ہے تو اس میں سے پانچ لاکھ مرحوم کی بیوہ کے ہوں گے، جبکہ تین لاکھ پچاس ہزار چاروں بیٹیوں میں سے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے اور سات، سات لاکھ ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

مرحوم کی بیوہ کا بھی چونکہ انتقال ہو چکا ہے، اس کا ترکہ مرحوم شوہر سے وصول ہوجانے کے بعد مرحومہ کے کُل ترکہ میں شامل کر کے مرحومہ کی ساری زندہ اولاد میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس بیٹی کا انتقال مرحومہ کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا وہ محروم ہوگی۔ اس کے علاوہ باقی چھ بیٹیوں اور تین بیٹوں میں ورثہ تقسیم ہوگا۔ لہٰذا مرحومہ کی کُل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً بارہ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس میں سے ایک ایک حصہ مرحومہ کی چھ بیٹیوں میں سے ہر ایک بیٹی کو اور دو، دو حصے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

یعنی اگر کُل مالیت پانچ لاکھ روپے ہے تو اس میں سے اکتالیس ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے ہر ایک بیٹی کو جبکہ تراسی ہزار تین سو تینتیس روپے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

عدت کی مدت

س:......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال 22/ اگست 2022ء مطابق 23/ محرم الحرام 1444ھ کو ہوا۔ اس حساب سے ہماری والدہ کی عدت کب تک ہوگی؟ یعنی چار ماہ دس دن ہوگی؟ جبکہ کوئی مہینہ 31 دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس بارے میں وضاحت فرمادیں کہ عدت کس تاریخ کو مکمل ہوگی؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر کسی شخص کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا ہو تو بیوہ کو اسلامی تاریخ کے حساب سے چار ماہ دس دن عدت کے پورے کرنے ہوتے ہیں، خواہ اسلامی مہینہ 29 دن کا ہو یا پورے 30 دن کا ہو، اور اگر چاند کی پہلی تاریخ نہ ہو تو پھر پورے ایک سو تیس دن عدت شمار کرنے ہوتے ہیں یعنی مکمل چار ماہ دس دن عدت ہوگی۔ مرحوم کا جس روز انتقال ہوا اسی دن سے عدت شمار کی جائے گی، لہٰذا آپ کی والدہ کی عدت 22/ اگست کو شروع ہوئی اور 29/ دسمبر 2022ء کو جب سورج غروب ہوگا تو ایک سو تیس دن مکمل ہو جائیں گے اور ان کی عدت پوری ہو جائے گی، جیسے ہی وقت پورا ہوگا، عدت ختم ہوجائے گی۔ اس لیے کسی بھی رسم سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۸ تا ۱۴؍ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷؍ جنوری ۲۰۲۳ء شمارہ:۰۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حرمتِ سود سیمینار، کراچی	۵	محمد اعجاز مصطفی
توبہ کی حقیقت اور اس کے آداب	۱۰	مولانا خورشید عالم قاسمی
تصوف.... پورے دین کی روح	۱۴	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ	۱۵	ڈاکٹر عبد الرحمٰن رأفت پاشاؒ
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں (۲)	۱۹	مولانا سعد کامران
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مجلس وعظ کا احوال	۲۷	مولوی محمد قاسم، کراچی

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری **مطبع:** القادر پرنٹنگ پریس **طابع:** سیّد شاہد حسین **مقام اشاعت:** جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۹ (۶ سنہ نبوت کے واقعات)

أَيْقَنْتُ أَنَّ الَّذِىْ تَدْعُوْهُ خَالِقُهَا
فَكَانَ يَسْبِقُنِىْ مِنْ عَبْرَةٍ دُرَرُ

ترجمہ:..... ’’تو میں نے یقین کیا کہ جسے وہ پکار رہی ہے وہی اس کا خالق ہے، پس میری آنکھوں سے اَشکِ ندامت کے موتی بے اختیار بہ نکلے۔‘‘

فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ خَالِقُنَا
وَأَنَّ أَحْمَدَ فِيْنَا الْيَوْمَ مُشْتَهِرُ

ترجمہ:..... ’’پس میں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق ومالک ہے، اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم میں (بوصفِ نبوّت) مشہور ہیں۔‘‘

نَبِیٌّ صِدْقٍ أَتٰى بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَةٍ
وَافِى الْأَمَانَةِ مَا فِىْ عُوْدِهٖ خَوَرُ

ترجمہ:..... ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیٔ برحق ہیں، جو دِینِ حق لے کر آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم امانت میں کامل ہیں۔‘‘

۱۱:..... اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے مسلمانوں میں فرحت ومسرّت کی لہر دوڑ گئی، اسلام کو نئی شان وشوکت حاصل ہوئی، اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے بازار میں نکل آئے، تلوار ہاتھ میں تھی، کلمہ توحید کی گونج مکہ کے دَر ودیوار سے ٹکرا رہی تھی، اور آپ کفارِ نابکار کو مخاطب کرکے فرما رہے تھے: ’’تم میں سے آج جس نے بھی اپنی جگہ سے حرکت کی، میری تلوار اس کا سارا کبر وغرور خاک میں ملا کر رکھ دے گی۔‘‘

۱۲:..... اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ اسلام لائے، علامہ عامری ’’الریاض المستطابہ‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’ابنِ عمر اپنے والد ماجد کے ساتھ اسلام لائے۔‘‘ تذکرۃ القاری کے مصنف فرماتے ہیں: ’’وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اس وقت وہ نابالغ تھے، یہ قول صحیح نہیں کہ وہ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے۔‘‘ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حرمتِ سود سیمینار، کراچی!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن کریم، سنتِ نبویہ، اجماعِ اُمت اور عقلِ سلیم کی رو سے سود حرام ہے۔ سود کی حرمت، نجاست، قباحت اور شناعت کو شرعی نصوص میں بڑا واضح اور غیر مبہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جو شخص سود جیسی لعنت کو نہیں چھوڑتا، اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جانب سے کھلا اعلان جنگ ہے۔ یہی نظریہ پاکستان بھی ہے، جسے روزِ اول سے تا حال موقع بموقع دہرایا جا رہا ہے، اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی سود اور اس کی تباہ کاریوں کو کئی بار اپنی سفارشات میں واضح کیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے سود کو غیر اسلامی قرار دیا اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ سودی نظام کو فوراً ختم کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ غیر اسلامی، ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن ۱۹۹۱ء میں اس وقت کی نواز شریف حکومت اور پاکستانی بینکوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ اب ۲۰۲۲ء ختم ہو چکا ہے اتنے سال اپیلوں میں ضائع ہونے کے بعد اس بار پھر عدالت عظمیٰ نے فیصلہ دیا کہ پانچ سال میں سود کو ہر سطح پر ختم کیا جائے۔ اس فیصلہ کے خلاف موجودہ حکومت اور کچھ پرائیویٹ بینک پھر اپیل کے لیے عدالت عظمیٰ میں چلے گئے۔ اچھا ہوا جمعیت علمائے اسلام اور دینی مذہبی طبقے کے شدید دباؤ اور مطالبے کو مانتے ہوئے اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور حکومت پاکستان کے ماتحت نیشنل بینک آف پاکستان نے اپیلیں واپس لے لیں، لیکن پرائیویٹ بینکوں نے ابھی تک اپیلیں واپس نہیں لیں، ان حالات کے تحت جمعیت علمائے اسلام کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی فکر و راہنمائی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی دعوت و سربراہی اور فیڈریشن آف پاکستان کے تعاون اور حمایت کے ساتھ پاکستان بھر میں موجود تمام مسالک کی مذہبی و سیاسی جماعتوں، دینی تنظیموں، کاروباری شخصیات سرکاری و پرائیویٹ بینکوں کے سربراہان اور نمائندوں کو کراچی میں فیڈریشن ہاؤس کلفٹن کراچی کی بلڈنگ میں مدعو کیا گیا، سب نے اس میں بھرپور شرکت کی۔

وفاقی حکومت کی جانب سے وفاقی وزیر مذہبی امور مفتی عبدالشکور صاحب، وفاقی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب، گورنر کے پی کے جناب الحاج غلام علی صاحب اور گورنر اسٹیٹ بینک جناب جمیل احمد صاحب بطور خاص اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس نمائندہ اجتماع کا ایجنڈا درج ذیل تھا:

۱: حرمتِ سود کی اہمیت۔

۲: پرائیویٹ بینکوں سے مطالبہ کہ وہ اپنی اپیلیں واپس لیں۔

۳: حکومت سے مطالبہ کہ وہ سود کے خاتمے کے لیے وزارتِ خزانہ میں ایک مستقل ڈویژن اور اس کے تحت ایک ٹاسک فورس قائم کرے جو مالیاتی اداروں کو سود سے پاک کرنے کا مرحلہ وار طے کر کے اسے نافذ کرے۔

۴: بعض اداروں سے فوری طور پر سود ختم کرنے کا مطالبہ۔

۵: علمائے کرام کی ایک ٹیم قائم کرنا جو حکومتی اقدامات پر نظر رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً ان کے بارہ میں حکومت کی راہنمائی کرے۔

اس اجتماع میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں، جن کی تمام شرکاء نے بالاتفاق تائید کی۔

’’۱: تمام مکاتبِ فکر کے علماء، دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے، جس میں حکومتِ پاکستان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پانچ سال کی مدت میں ملکی معیشت کو سود سے پاک کر کے غیر سودی اسلامی نظامِ معیشت قائم کرے۔

پاکستان کے مقصدِ وجود کا یہ تقاضا تھا کہ ہماری معیشت سود کی لعنت سے پاک ہو، چنانچہ ملک میں جتنے دستور بنے، ان میں اور آخر کار ۱۹۷۳ء کے دستور میں جو تمام جماعتوں کے اتفاق سے منظور ہو کر بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی نافذ ہے، دفعہ ۳۸ (ایف) میں یہ صراحت موجود ہے کہ ملک میں ربا کو جتنی جلدی ممکن ہو، ختم کیا جائے گا، لیکن افسوس ہے کہ پچھتر سال گزرنے کے باوجود ہم ملکی سطح پر قرآن کریم کے اس اہم حکم پر عمل کرنے سے قاصر رہے۔

اس موقع پر محترم وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک آف پاکستان کی طرف سے دائر کی ہوئی اپیلیں واپس لی جا رہی ہیں اور وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے پر عمل کرتے ہوئے ملک سے سود کو ختم کرنے کے لیے سنجیدگی سے کام کیا جائے گا۔

ہر مکتبِ فکر کے علماء کرام، دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت کو اس کام میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتا ہے، اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس اہم کام کے لیے ایسے فوری اقدامات اٹھائے جائیں، جن سے اس مقصد کی طرف بامعنیٰ پیش رفت واضح طور پر نظر آئے۔

۲: یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ اگرچہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک آف پاکستان نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیلیں واپس لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن جن پرائیویٹ بینکوں اور مالیاتی اداروں نے اپیلیں دائر کی تھیں، انہوں نے ابھی تک وہ اپیلیں واپس نہیں لیں اور ان میں یہ موقف بھی اختیار کیا گیا ہے کہ بینکوں اور مالیاتی اداروں میں جو سود لیا اور دیا جاتا ہے، وہ ’’ربا‘‘ کی تعریف میں نہیں آتا، حالانکہ یہی وہ موقف ہے جو تین مرتبہ اعلیٰ عدالتوں نے مستحکم دلائل کے ساتھ مکمل طور پر رد کر دیا ہے، پہلے یہ مسئلہ وفاقی شرعی عدالت میں زیر بحث آیا، اور ۱۹۹۱ء میں اس نے حکومت کو سود ختم کرنے کی ہدایت کی۔ اس فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ میں آٹھ سال زیر التوا رہی، اور آخر کار اس نے بھی سپریم کورٹ کی تاریخ کا سب سے ضخیم فیصلہ دیا، جس میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ اس کے خلاف ایک ریویو پٹیشن دائر کی گئی، اور بینچ کو توڑ کر ایک نئی بینچ بنائی گئی، جس نے یہ مسئلہ دوبارہ وفاقی شرعی عدالت کو بھیج دیا، جہاں وہ بیس سال تک پڑا رہا۔ اب ۲۰۲۲ء میں اس عدالت نے بھی تفصیلی سماعت کے بعد وہی فیصلہ دیا جو اس سے پہلے دو اعلیٰ عدالتیں دے چکی ہیں۔ اس طرح یہ تین اعلیٰ عدالتوں کا متفقہ فیصلہ ہے جو قرآنی احکام کے عین مطابق ہے۔ اس کے خلاف ایک بار پھر اپیلیں دائر کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس متفقہ مسئلے کو اکتیس سال کی جدوجہد کے بعد پھر غیر معینہ مدت کے لیے سرد خانے میں ڈالنے کا بہانہ بنایا جائے۔

یہ نمائندہ اجتماع ان پرائیویٹ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک کی طرح وہ بھی اپنی اپیلیں فوراً واپس لے کر اپنے نظام کو سود سے پاک کرنے کی کوشش میں لگ جائیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ٹھاننے کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائیں، اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو یہ اجتماع عوام سے یہ اپیل کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ ایسے بینکوں اور مالیاتی اداروں کا بائیکاٹ کریں، اور یہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ٹھاننے کا کم سے کم نتیجہ ہوگا۔

۳: یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے خوش آئندہ اعلان کے مطابق مقررہ مدت میں ملک کو سودی نظام سے نجات دلانے کے لیے فوری طور پر عملی اقدامات کا آغاز کرے۔ اس کے لیے فوری طور پر مندرجہ ذیل کام ضروری ہیں:

۱: وزارتِ خزانہ میں فوری طور پر غیر سودی نظام قائم کرنے کے لیے ایک مستقل ڈویژن اور اس کے تحت ایک مؤثر ٹاسک فورس قائم کرے جو اس اہم کام کے لیے ایک عملی نقشہ تیار کر کے مرحلہ وار سود کا خاتمہ کرنے کی مجاز ہو۔ اب تک اس کام کے لیے مختلف زمانوں میں آٹھ کمیشن اور کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

i.ii.council of Islamic Ideology (CII) Report on Elimination of Riba from the Economy 1978 and 2006

ii Report on Bank and finanical Institutions (FIs) by the commission for Islamization of ecocomy .June ,1992.

iv Report of commission for Transformation of financial system (CTFS).august 2001

v Report og the task force of Ministry of Law ,Justice and Human Right .2002.

vi Report of The Task Force of Ministry of Finance (MoF) to propose measures to convert government borrowings into project related financing according to Shari,a .june 2002.

vii The report of , Self Reliance Commission, prepared under the Ministry of planning .1991.

viii Report of streeing Committee for the promotion of Islamic Banking in pakistan December 2015.

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۷۸ء سے ۲۰۱۵ء تک مختلف اداروں نے اس موضوع پر تفصیلی غور وغوض کر کے ضخیم رپورٹیں تیار کی ہیں۔ یہ تمام کمیشن اور کمیٹیاں علمائے کرام اور مالیاتی ماہرین پر مشتمل تھیں، اور سب کا متفقہ نقطہ نظر یہی تھا کہ ملک سے سود کا خاتمہ قابل عمل ہے، اور ان میں کام کا طریقہ کار بھی بتایا گیا تھا، لیکن ان کا کام سفارشات پیش کرنے کی حد تک محدود تھا۔ اب کسی مزید سفارشی کمیٹی یا کمیشن کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، اس کے بجائے ایسی بااختیار ٹاسک فورس کی ضرورت ہے جو ان سفارشات کو عملی طور پر نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہو۔

۲: بعض صوبوں میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن میں انفرادی یا مہاجنی قرضوں پر سود کی ممانعت کی گئی ہے، یہ قوانین پورے ملک میں نافذ کیے جائیں۔

۳: بعض ادارے ایسے ہیں جنہیں فوری طور پر سود سے پاک کرنے میں کوئی بڑی رکاوٹ نہیں ہے، مثلاً این آئی ٹی یونٹ ہاؤس، بلڈنگ فائنانس کارپوریشن، پنشن فنڈ، اور کنزیومر فائنانس کے دوسرے شعبے، ان کو بلا تاخیر فوراً سود سے پاک کیا جائے۔

۴: قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ: ''وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ '' (البقرہ:۲۷۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اس آیت کے مطابق ''سود'' کا اصل متبادل ''بیع'' ہے۔ لیکن موجودہ قوانین بینکوں اور مالیاتی اداروں کو براہ راست بیع اور تجارت سے منع کرتے ہیں۔ ان قوانین پر نظر ثانی کر کے بینکوں اور مالیاتی اداروں پر سے یہ پابندی اٹھائی جائے۔

۵: الحمدللہ! ملک کے دستور کی دفعہ ۲۲۷ غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کرتی ہے کہ ملک کے موجودہ تمام قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے

گا،اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

اس دفعہ کو عملی طور پر مؤثر بنانے کے لیے دفعہ ۲۰۳ کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں لایا گیا تھا،اس کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کے لیے سپریم کورٹ میں شریعت اپیلیٹ بینچ تشکیل دی گئی تھی،ان دونوں عدالتوں میں علماء ججز کی شمولیت ضروری تھی،تمام مکاتب فکر کے علماء،دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ اس وقت یہ اہم ترین ادارے تقریباً معطل پڑے ہوئے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت میں اس وقت صرف دو جج ہیں،اور کوئی عالم دین اس میں شامل نہیں،جبکہ شروع میں یہ عدالت سات ججوں پر مشتمل تھی،جن میں تین جج علماء دین تھے،اسی طرح سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ عرصۂ دراز سے تقریباً معطل ہے۔بہت سے اہم مقدمات سالہا سال سے زیر التوا ہیں،اور بینچ کا اجلاس شاذونادر ہی ہوتا ہے۔یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شریعت بینچ کو فعال بنایا جائے،اوران کی خالی جگہوں کو علماء سے پُر کیا جائے۔

۶: یہ نمائندہ اجتماع پچھلی حکومت میں منظور کیے ہوئے ٹرانس جینڈر ایکٹ کے بارے میں مطالبہ کرتا ہے کہ اس میں ترمیم کرکے اسے شریعت کے مطابق بنایا جائے۔جن لوگوں میں مرد اور عورت دونوں کی مشابہت پائی جاتی ہے،ان کے حقوق کا تحفظ اور معاشرے میں انہیں باعزت مقام دینا بے شک ضروری ہے،لیکن ان کی صنف (sex) کا تعین ایک خالص حیاتیاتی (Biological) مسئلہ ہے،اور شریعت نے بھی اس کو طبی اصولوں پر چھوڑا ہے۔اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے کہ ایک شخص کو جو طبی اعتبار سے مرد ہو،صرف اس کی خواہش کی بنیاد پر عورت قرار دیا جائے،یا جو شخص طبی اعتبار سے عورت ہو،صرف اس کی خواہش کی بنیاد پر مرد تصور کیا جائے۔

ٹرانس جینڈر کی اصطلاح اسی غیر معقول اور غیر شرعی تصور پر مبنی ہے،اس لیے اس ایکٹ کے بارے میں پارلیمنٹ میں جو ترمیمیں پیش کی گئی ہیں،ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔ان کے مطابق اس ایکٹ میں فوری طور پر وہ ترمیمیں نافذ کی جائیں۔

ٹرانس جینڈر کی اسی غیر معقول اور غیر شرعی بنیاد پر ”جوائے لینڈ“ کے نام سے جو بدنام زمانہ فلم جاری کی گئی ہے،وہ اسلامی اور پاکستانی اقدار کے یکسر خلاف ہے،اس کی نمائش پر پابندی کا جو فیصلہ پنجاب حکومت نے کیا ہے،ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں،اور وفاق اور دوسرے صوبوں سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھی اس پر پابندی عائد کریں۔“

حکومت سے یہ مطالبہ درست اور صحیح ہے کہ حکومت بینکوں کو کاروباری ادارہ بنادے تو امید ہے کہ سود کے معاملہ میں حائل رکاوٹیں تقریباً ختم ہوجائیں گی۔اسی طرح راقم الحروف کی یہ بھی تجویز ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے طرز پر تمام مسالک کے علمائے کرام،معیشت کے ماہرین، تاجر برادری اور قانون دان حضرات پر مشتمل ایک متفقہ پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جو اسلامی قوانین کی روشنی میں غیر سودی بینکاری کے ایسے قواعد اور اصول وضع کرے،جو کسی بھی مکتب فکر کے عالم دین،ماہرینِ معیشت،تاجر حضرات اور قانون دان طبقے کو اس میں کوئی اشکال یا اعتراض باقی نہ رہے، کیوں کہ غیر سودی بینکاری کے نام سے موجودہ نظام پر جمہور اہلِ افتاء اور بڑے معاشی ماہرین کے قابل التفات تحفظات موجود ہیں،غالباً انہی کے اعتراف وازالہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے اپنے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ:”ہم نے غیر سودی بینکاری کے لیے کئی جگہ ابتدائی طور پر کمپرومائز کیا ہے،یہ کام جیسے جیسے آگے بڑھے گا تو ان شاء اللہ!اس سقم کو بھی دور کیا جائے گا۔“

اس بڑے فورم پر حضرت کا یہ حقیقت پسندانہ بیان قابلِ تحسین اور لائقِ تقلید ہے۔اس اجتماع میں موجود علماء کرام اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب

نے حکومت کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی کہ مدارس، مساجد اور عبادت گاہیں جو خالصۃً عوامی اور رفاہی خدمات کے لیے مصروفِ عمل اور مختص ہیں، ان کو کمرشل کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے ان کے بجلی اور گیس کے بل میں کئی قسم کے ٹیکسز شامل کیے گئے ہیں، ان ٹیکسز اور بلوں سے مساجد، مدارس اور عبادت گاہوں کو مستثنیٰ کیا جائے۔ وفاقی وزیر جناب اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ آپ حضرات اس بارہ میں درخواست دیں، حکومت اس بارے میں ضرور غور کرے گی۔ اسی طرح ان کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی گئی کہ ایک طرف ہر سطح پر شفافیت کا دعویٰ ہے تو دوسری طرف کئی بینک اب بھی مدارس، مساجد اور ٹرسٹ کے اکاؤنٹ نہیں کھول رہے، تو جناب اسحاق ڈار صاحب نے گورنر اسٹیٹ بینک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: اس بارہ میں آپ رپورٹ لیں اور بینکوں کو ہدایات دیں کہ اس معاملہ میں وہ مساجد اور مدارس کے ذمہ داران سے تعاون کریں۔ اسی طرح صدرِ مجلس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جانب سے یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ہم ایک ماہ تک انتظار کریں گے، اگر پھر بھی وفاقی حکومت کی جانب سے حرمتِ سود کی جانب کچھ پیش رفت اور اقدامات ہوتے نظر نہ آئے تو آئندہ ''حرمت سود سیمینار'' پشاور میں منعقد کیا جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کو سود کی لعنت سے پاک کردے، حکومت وقت کو اس جانب عملی اقدامات اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، ملک کو معاشی واقتصادی طور پر مستحکم بنائے، اور ہمارے ملک کو داخلی وخارجی تمام بحرانوں اور فتنوں سے محفوظ سے محفوظ تر بنائے، آمین ثم آمین۔

وفاقی حکومت کا مثبت کارنامہ!

لاہور ہائی کورٹ نے ۹؍جون ۲۰۲۱ء کو جو فیصلہ دیا تھا کہ سوشل میڈیا پر اسلام، دینی تعلیمات، خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کے خلاف مواد اپلوڈ کرنے پر پی ٹی اے ازخود کارروائی کرے۔ وفاقی حکومت کو اور بھی کئی اقدامات اٹھانے کا کہا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس فیصلے پر من وعن عمل کیا جاتا، لیکن لاہور ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دینے کے لیے سابقہ وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ میں تین اپیلیں دائر کردیں اور اس حکومت کے آتے ہی خاموشی سے ان کی سماعت شروع ہوگئی۔ جیسا کہ ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارہ: ۴۷، جلد: ۴۱ کے اداریہ میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وفاقی حکومت ان اپیلوں کو واپس لے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کہ جب انہیں اس کی حقیقت کا علم ہوا تو انہوں نے وزیر اعظم میاں شہباز شریف صاحب سے بات کی، اور ان کو اس بات پر قائل کیا کہ وفاقی حکومت کی جانب سے دائر کردہ اپیلیں مناسب نہیں، انہیں واپس لیا جائے، اور پھر قانونی مشاورت کے لیے معروف قانون دان سینیٹر جناب کامران مرتضیٰ صاحب کو کوئٹہ سے اسلام آباد طلب کیا اور ان کی ذمہ داری لگائی کہ قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے ان اپیلوں کو واپس لیا جائے۔ سپریم کورٹ میں اس کیس کی سماعت کے آغاز پر کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ صاحب نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ موجودہ وفاقی حکومت نے سابقہ حکومت کے دور میں سپریم کورٹ میں دائر کی گئی مذکورہ تینوں اپیلیں واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ موجودہ حکومت ان اپیلوں کی پیروی نہیں کرنا چاہتی، لہٰذا فاضل عدالت اپیلیں واپس لینے کی اجازت دے۔ عدالت نے ان کی استدعا منظور کرتے ہوئے مذکورہ تینوں اپیلیں واپس لینے کی بنیاد پر خارج کردیں۔

سپریم کورٹ میں دائر مذکورہ اپیلیں واپس لینے پر ہم وفاقی حکومت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے اس میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے کسی بھی مرحلے پر اس کے لیے آواز اُٹھائی یا اس کے لیے کوشاں رہے، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا في الدارین أحسن الجزاء۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

توبہ کی حقیقت اور اس کے آداب!

مولانا خورشید عالم قاسمی

انسان سے خطا ونسیان اور گناہ ومعصیت کا صدور ہوتا رہتا ہے۔ اگر کسی آدمی سے کبیرہ (بڑا) گناہ ہوجائے، تو اس کی تلافی کے لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ قرآن وحدیث میں بار بار اُمتِ مسلمہ کو توبہ واستغفار کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مسلمانوں کے حق میں توبہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ آدمی سے جب بھی کوئی کبیرہ (بڑا) گناہ ہوجائے تو اسے فوراً اپنے گناہ سے سچی توبہ کرنی چاہیے، پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بندے کے اس گناہ کو معاف فرمادیتا ہے اور بندہ پاک صاف ہوجاتا ہے۔ توبہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کیا شرطیں ہیں؟ اس کے فوائد کیا ہیں؟ سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟ اس حوالے سے چند سطور پیش خدمت ہیں۔

توبہ کی تعریف:

توبہ کا معنی عود ورجوع یعنی لوٹنا اور واپس ہونا ہے۔ جب اس لفظ کی نسبت کسی بندے کی طرف ہوتی ہے، تو اس وقت اس کا معنی اپنے گناہ وخطا کو چھوڑ دینا اور اپنے کیے ہوئے عمل پر نادم و پشیماں ہونا ہے۔ توبہ کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: ''بندہ اپنے گناہوں سے باز آجائے اور اپنے کیے ہوئے پر نادم وپشیماں ہو اور گناہ سے یہ توبہ اس وجہ سے ہو کہ وہ گناہ ہے، اس لیے نہ ہو کہ اس میں کوئی جانی و مالی نقصان ہے اور یہ عزم وارادہ کرے کہ حتی المقدور دوبارہ یہ گناہ نہیں کرے گا۔''

(روح المعانی، ج:۲۸، ص:۱۵۸)

توبہ کی شرائط:

توبہ کے لیے کچھ شرطیں بھی ہیں۔ اگر توبہ کرنے والا ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر توبہ کرتا ہے تو اُمید ہے کہ وہ توبہ اس کے لیے مفید اور نافع ہوگی۔ اگر توبہ کرنے والا ان شرائط کا لحاظ نہیں کرتا، تو ممکن ہے کہ وہ توبہ مفید اور ثمر آور نہ ہو۔ توبہ کی قبولیت کے لیے کتابوں میں متعدد شرطیں مذکور ہیں، مگر اس حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو چھ شرطیں بیان کی ہیں، وہ نہایت ہی جامع اور سب کے نزدیک مسلّم ہیں۔ وہ شرطیں یہ ہیں: اپنے گزشتہ برے عمل پر ندامت۔ جو فرائض وواجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں، ان کی قضا۔ کسی کا مال وغیرہ ظلماً لیا تھا، تو اس کی واپسی۔ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی، تو اس سے معافی۔ آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم وارادہ۔ اور یہ کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے، اب وہ اطاعت کرتے ہوئے دیکھ لے۔

(معارف القرآن، ج:۸، ص:۵۰۶)

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کے بعد توبہ کرلینے سے گناہ معاف ہوجاتا ہے، مگر یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر کسی نے کسی بندے کا حق مار رکھا ہے یا کسی کا حق زور زبردستی چھین لیا ہے، تو اس صورت میں صرف توبہ اور ندامت وپشیمانی کافی نہیں ہوگی، بلکہ جس بندے کا حق مارا گیا یا چھینا گیا ہے، اس کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے، پھر جا کر توبہ قبول ہوگی۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے: ''توبہ بمعنیٰ گزشتہ اعمال پر ندامت اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم و ارادہ، حقوق العباد میں سے کسی کا حق ساقط کرنے کے لیے توبہ کافی نہیں ہوگی، چنانچہ اگر کوئی کسی کا مال چرائے یا اسے غصب کرلے یا کسی اور طرح سے برا سلوک کرے تو محض ندامت وپشیمانی اور گناہوں سے رک جانے اور دوبارہ نہ کرنے کے عزم سے ان مسائل سے وہ بری الذمہ نہیں ہوسکتا، بلکہ حق کا ادا کرنا ضروری ہے، یہ فقہاء کے یہاں متفق علیہ مسئلہ ہے۔''(موسوعہ فقہیہ، ج:۱۴، ص:۱۵۷)

توبہ کا شرعی حکم:

جب گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوجائے، تو اس سے توبہ کرنا فرض ہے۔ یہ واضح رہے کہ تمام کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص صرف بعض گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو علماء کے نزدیک ان گناہوں سے اس کی توبہ درست ہے اور باقی گناہوں سے توبہ کرنا اس کے ذمہ باقی رہے گا۔

توبہ کا شرعی حکم یہ ہے کہ توبہ کرنا فرض ہے۔

یہ حکم قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ علمائے کرام نے توبہ کی فرضیت کی دلیل میں اس آیتِ کریمہ کو پیش کیا ہے:

ترجمہ: ’’اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔‘‘ (سورۃ النور:۳۱)

ایک حدیث شریف میں ہے: ’’اے لوگو! مرنے سے پہلے تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو۔‘‘ (سنن ابن ماجہ:۱۰۸۱)

توبہ کب تک کی جاسکتی ہے؟ جب بندہ اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: ’’اور وہی ہے جو اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اس کا پورا علم رکھتا ہے۔‘‘ (سورۃ الشوریٰ:۲۵)

جہاں تک توبہ کی قبولیت کے وقت کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک توبہ قبول فرمائے گا، جب تک کہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یعنی سورج کا پچھم سے طلوع ہونا شروع نہ ہوجائے۔ روایت میں ہے: یعنی اللہ پاک اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرمائے گا، جب تک اس بندے میں موت کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ (صحیح مسلم:۲۷۰۳)

حدیث میں ہے: ’’یقیناً اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، جب تک کہ وہ جاں کنی کے عالم میں نہ ہو۔‘‘ (سنن ترمذی:۳۵۳۷)

گناہ سے فوراً توبہ کیجیے: آدمی سے گناہ و معصیت کا ہونا فطری بات ہے، مگر جوں ہی ہمیں احساس ہو کہ ہم نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس کی تلافی کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں بدکار اور فاسق وفاجر شخص کی طرح گناہ سے بے اعتنائی نہیں برتنی چاہیے، گناہ کو معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے، ہمیں مومن جیسے اوصاف اپنانے چاہئیں۔

جب ہم سے کسی گناہ کا صدور ہوجائے تو ہمیں اس گناہ کو پہاڑ جیسا بوجھ سمجھنا چاہیے اور اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ’’بے شک مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے، جیسا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ڈر رہا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے، جب کہ بدکار اپنے گناہوں کو اس مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو اس کی ناک پر سے گزر گئی۔‘‘ (صحیح بخاری:۶۳۰۸)

ہمیں پتا نہیں کہ کب ہم اس دنیا سے رخصت ہوجائیں، اس لیے ہمیں توبہ کرنے میں کوتاہی نہیں برتنی چاہیے، بلکہ عجلت سے کام لینا چاہیے۔ توبہ کے بعد ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت ہر وقت ہماری توبہ کی منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف مسلمان بلکہ توبہ کے بعد کفار ومشرکین کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نصاریٰ کے کفر وشرک کو بیان کرنے کے بعد قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: ’’کیا پھر بھی یہ لوگ معافی کے لیے اللہ کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور اس سے مغفرت نہیں مانگیں گے؟ حالاں کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔‘‘ (سورۃ المائدہ:۷۴)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: ’’یہ اسی غفور ورحیم کی شان ہے کہ جب ایسے ایسے باغی اور گستاخ مجرم بھی جب شرمندہ ہوکر اور اصلاح کا عزم کرکے حاضر ہوں، تو ایک منٹ میں عمر بھر کے جرائم معاف فرمادیتا ہے۔‘‘ (تفسیر عثمانی)

توبۃ النصوح کیجیے: گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد ہمیں اپنے رب کے سامنے ’’توبۃ النصوح‘‘ کرنی چاہیے۔ قرآن کریم میں ’’توبہ نصوح‘‘ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ توبہ نصوح کیا ہے؟ ایک روایت میں ’’توبہ نصوح‘‘ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

ترجمہ: ’’بندہ اس گناہ پر نادم ہو جس کا اس نے ارتکاب کیا، پھر اللہ کے سامنے معذرت پیش کرے، پھر بندہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے، جیسا کہ دودھ تھن میں نہیں لوٹتا۔‘‘ (الدر المنثور، ج:۸، ص:۲۲۷)

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک توبہ نصوح یہ ہے: ’’دل میں گناہ پر شرمندگی ہو، زبان سے استغفار کرے، بالکلیہ گناہ ترک کردے اور دوبارہ اسے نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔‘‘ (القاموس الفقہی لغۃً واصطلاحاً، ص:۵۰)

توبہ نصوح کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو احسان فرمائے گا، اس کا ذکر بھی اسی آیتِ کریمہ میں فرماتے ہیں جس میں توبہ نصوح کا حکم ہے:

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، اُمید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں انہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا، یوں دعا کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھیے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے، آپ ہر شئے پر قادر ہیں۔‘‘ (سورۃ التحریم:۸)

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ:’’اور یہ (ہدایت دیتا ہے) کہ اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو اور پھر اس کی طرف رجوع کرو۔‘‘(سورۂ ھود:۳)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ جب بندے سے گناہ سرزد ہوجائے تو وہ اسی حالت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا رحیم وکریم ہے کہ ہدایت دیتا ہے کہ گناہ کے بعد بندہ ان سے معافی مانگے اور توبہ کرکے پاک وصاف ہوجائے۔

توبہ کی حقیقت اور اُس کے آداب:

مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:’’اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اپنے رب سے مغفرت اور معافی مانگا کریں اور توبہ کیا کریں۔ مغفرت کا تعلق پچھلے گناہوں سے ہے اور توبہ کا تعلق آئندہ ان کے قریب نہ جانے کے عہد سے ہے اور درحقیقت صحیح توبہ یہی ہے کہ پچھلے گناہوں پر نادم ہوکر اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی طلب کرے اور آئندہ ان کے نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ کرے۔‘‘

(معارف القرآن، ج:۴،ص:۵۸۶)

سچی توبہ کرکے دل کو زنگ آلود ہونے سے بچائیے:

انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے، جب وہ توبہ واستغفار کرتا ہے، پھر اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے، مگر کوئی شخص توبہ نہ کرے، بلکہ مستقل گناہ کرتا رہے، تو وہ نقطہ بڑھتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا دل زنگ آلود ہوجاتا ہے، پھر حق قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب بھی ہم سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو ہمیں فوراً توبہ کرکے دل کو زنگ آلود ہونے سے بچانا چاہیے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ترجمہ:’’بے شک، جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے، تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل میں لگا دیا جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ چھوڑ دیتا ہے اور استغفار و توبہ کرتا ہے، تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے۔ اور (بغیر توبہ کیے ہوئے) دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔(سنن ترمذی:۳۳۳۴)

کثرت سے توبہ کرنے کا حکم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو کثرت سے توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حدیث میں توبہ کے حوالے سے اپنے عمل کا اظہار فرمارہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بھر میں سو مرتبہ توبہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک گناہوں اور خطاؤں سے پاک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ومغفور تھے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے توبہ کرتے تھے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت یہ سیکھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغفور و معصوم ہوکر بھی اتنی کثرت سے توبہ کرتے ہیں تو ہمیں تو اور زیادہ توبہ واستغفار کرنا چاہیے، کیوں کہ ہم سے چھوٹے بڑے بے شمار گناہ شب وروز ہوتے رہتے ہیں۔

حدیث میں ہے:’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو، کیوں کہ میں دن بھر میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔‘‘(صحیح مسلم،:۲۷۰۲)

ایک دوسری روایت میں ہے:’’اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔‘‘

(صحیح بخاری، برقم:۶۳۰۷)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں دن بھر میں سو مرتبہ اور دوسری میں ستّر سے بھی زیادہ مرتبہ توبہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس عدد کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف سو بار یا ستّر بار ہی توبہ کرتے تھے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے دن رات توبہ کرتے تھے۔ اس سے اُمت کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ بھی کثرت سے توبہ کریں۔

رات دن توبہ کا انتظار:

اللہ تعالیٰ اتنے سخی اور کریم ہیں کہ اپنے بندے کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ گناہوں کی گٹھڑی لے کر، کب ہمارے در پر آئے اور توبہ کرے۔ آپ اتنے کریم وغفور ہیں کہ آپ ہر وقت اپنے بندوں کی توبہ کا انتظار کرتے ہیں، چاہے وہ دن میں توبہ کریں یا رات میں توبہ کریں۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو پروردگار کو خوشی ہوتی ہے۔ باری تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوجاتا اور اپنی غفاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بندے کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے’’اللہ پاک رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن کے گنہگار توبہ کرلیں اور اپنا ہاتھ دن میں پھیلاتا ہے، تاکہ رات کے گنہگار توبہ کرلیں، یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہونے لگے۔‘‘(صحیح مسلم،:۲۷۵۹)

یعنی قیامت کے قریب تک اللہ پاک ایسا کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے ہاتھ کو پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اللہ بہت ہی سخی وکریم ہے اور اس کی رحمت بہت وسیع

ہے۔ اللہ اتنا سخی ہے کہ بکثرت گناہوں کو معاف کرتا اور گناہوں کو معاف کرکے خوش ہوتا ہے۔

توبہ، ایک پسندیدہ عمل:

توبہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک پسندیدہ عمل ہے۔ جو شخص گناہ اور معصیت کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے:

ترجمہ: ’’اگر تم گناہ کا ارتکاب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرمائے گا جو گناہ کا ارتکاب کرے گی، (پھر توبہ کرے گی اور) اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے گا۔‘‘ (صحیح مسلم:۲۷۴۸)

ایک حدیث شریف میں توبہ کرنے والے کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے، جس کے ذمے کوئی گناہ ہو ہی نہیں۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ’’گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔‘‘ (سنن ابن ماجہ، ۴۲۵۰)

اللہ پاک توبہ کرنے والے بندے سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس نے اپنا گم شدہ اونٹ پالیا ہو۔ رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ پاک اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص کے مقابلے میں زیادہ خوش ہوتا ہے، جس نے اپنا اونٹ پالیا ہو، حالاں کہ اس نے اسے ایک چٹیل میدان میں گم کردیا تھا۔‘‘ (صحیح بخاری، ۶۳۰۹)

اس تحریر کا اختتام ایک قرآنی آیت پر کیا جارہا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اگر بندہ کبائر اور بڑے گناہوں سے خود کو بچالیتا ہے تو اس کے چھوٹے گناہوں کو رحیم وکریم مولا خود ہی معاف کردے گا اور اس بندے کو ایک باعزت جگہ داخل کرے گا، اس باعزت جگہ کا مطلب جنت ہے۔ آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: ’’اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو، جن سے تمھیں روکا گیا ہے تو تمھاری چھوٹی برائیوں کا ہم خود کفارہ کردیں گے اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے۔‘‘ (سورۃ النساء:۳۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین) ✲✲

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کا سانحہ ارتحال

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی رہے، امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید، تفسیر معارف القرآن سمیت کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے حکم پر ’’ھدیۃ المھدیین فی آیۃ خاتم النبیین‘‘ عربی میں لکھی پھر حضرتؒ ہی کے حکم پر ختم نبوت کامل اردو میں لکھی۔ تحریک ختم نبوت کو علمی آب ودانہ مہیا کرنے والے عظیم عالم، مفسر، محدث، فقیہ تھے۔

اللہ پاک نے انہیں نرینہ اولاد سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا ولی رازی نے ’’ہادیٔ عالم‘‘ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سینکڑوں صفحات پر مشتمل بغیر نقطوں کے کتاب لکھی۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم بھی اپنے والد محترم کی طرح مفسر، محدث، فقیہ اور شیخ الاسلام کے منصب پر فائز اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر محترم ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے ایک فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے تعلیم کا آغاز کیا، پاکستان بننے کے بعد جب حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی تو دارالعلوم کراچی کے قدیم فضلا میں سے ’’الولد سر لابیہ‘‘ اپنے والد محترم کے صحیح جانشین تھے۔ 1976ء میں دارالعلوم کراچی کے صدر بنائے گئے۔

آپ نے اپنے والد محترم کی ایک تصنیف ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح‘‘ کا اردو زبان میں ’’علامات قیامت اور نزول مسیح‘‘ کے نام سے ترجمہ کیا۔ آپ بھی کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی صدارت میں منعقد ہونے والے چارسو علمائے کرام کے اجلاس جس میں علمائے دیوبند کی تمام جماعتوں کے راہنما شریک ہوئے، 1992ء میں آپ کو ’’مفتیٔ اعظم‘‘ کا لقب دیا گیا۔

آپ تدریس، تصنیف وتالیف کے میدان کے شاہسوار تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اندرون وبیرون ملک کئی ایک کانفرنسوں میں شریک ہوکر خطاب سے نوازا۔ آپ کافی دنوں سے بستر علالت پر تھے۔ وقت موعود آن پہنچا اور آپ کو آپ کے برادر خورد شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی امامت میں جنازہ نصیب ہوا۔ جس میں اندرون وبیرون ملک سے ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقرأ اور دیندار لاکھوں عوام نے 20 نومبر 2022ء کو جنازہ میں شرکت کی آپ کو والدین کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تصوف ۔۔۔ پورے دین کی روح

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

علمِ فقہ کے بعد دِین کا ایک اہم ترین شعبہ، جس کو پورے دِین کی رُوح کہنا بے جا نہ ہوگا، علم تصوّف ہے، جس کو حدیثِ جبرئیل میں ''احسان'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرائضِ نبوّت بیان کئے گئے ہیں، ا:۔۔۔آیات کی تلاوت، ۲:۔۔۔کتاب وحکمت کی تعلیم، ۳:۔۔۔تزکیہ۔ یہ تینوں فرائض اپنی جگہ اہم ترین مقاصد ہیں، مگر ان میں بھی اَلْاَھَم فَالْاَھَم کی ترتیب ہے۔ چنانچہ تلاوتِ آیات تمہید ہے تعلیمِ کتاب وحکمت کی، اور تعلیمِ کتاب و حکمت تمہید ہے تزکیہ کی۔ گویا نبوّت کا کام تلاوتِ آیات سے شروع اور تزکیہ پر ختم ہوتا ہے، اس لئے مقاصدِ نبوّت میں سب سے بڑا، سب سے عالی، سب سے اہم اور غایت الغایات مقصد تزکیہ ہے، جسے دُوسرے الفاظ میں تعمیرِ سیرت یا انسان سازی کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ تلاوتِ آیات بھی ایک اہم مقصد ہے، کوئی شک نہیں کہ کتاب وحکمت کی تعلیم بھی بہت بڑا عالیشان منصب ہے، لیکن یہ دونوں چیزیں اپنی جگہ اہم مقصد ہونے کے باوجود تزکیہ کے لئے تمہید اور مقدمے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ شاید یہی نکتہ ہے کہ قرآنِ کریم میں ان سہ گانہ فرائضِ نبوّت کا ذکر کرتے ہوئے تلاوتِ آیات کو ہر جگہ مقدّم رکھا گیا ہے، جبکہ تزکیہ کو ایک جگہ تعلیمِ کتاب وحکمت سے مؤخر کیا ہے، اس کے علاوہ ہر جگہ اسے مقدّم کیا گیا ہے، گویا اشارہ ہے کہ تلاوتِ آیات کے بغیر نبوّت کے کام کا تصوّر ہی نہیں کیا جاسکتا، اور یہ کہ علومِ نبوّت کا اوّل وآخر اور مبدأ وغایت تزکیہ ہے، واللہ اعلم!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی بیک وقت ان تمام فرائض کی متکفل تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو خود قرآنِ کریم کے الفاظ بھی پڑھاتے تھے، اس کے مفہوم و معانی اور اَحکام و مسائل کی تعلیم بھی دیتے تھے اور ان کا تزکیہ اور اصلاح وتربیت بھی فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب یہ وارثتِ نبوّت اُمت کے سپرد ہوئی تو ان تینوں شعبوں پر الگ الگ کام ہونے لگا، اگرچہ اکابرِ اُمت میں بہت سی ہستیاں ایسی بھی ہوئیں جو بیک وقت تینوں کی جامع تھیں، مگر عام طور پر تلاوتِ آیات کا شعبہ ایک مستقل جماعت نے سنبھالا، تعلیمِ کتاب وحکمت کے مختلف النوع شعبوں کے الگ الگ رِجالِ کار پیدا ہوئے، اور ایک جماعت اصلاح وتربیت اور تزکیۂ نفوس کی خدمت میں لگ گئی، جن اکابرِ اُمت نے اپنے آپ کو اس تیسرے شعبے کے لئے وقف کردیا، وہ صوفیائے کرام اور پیرانِ طریقت کے نام سے معروف ہوئے اور ان کے شعبے کا نام ''سلوک وتصوّف'' ٹھہرا۔

اس مختصر سی وضاحت سے معلوم ہوا ہوگا کہ تصوّف، شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) سے کوئی الگ چیز نہیں اور نہ صوفیائے کرام ہی کسی اور جہان کی مخلوق ہیں، جن کے نام سے بِدکا جائے، بلکہ تصوّف وراثتِ نبوّت کا ایک مستقل شعبہ اور وظائفِ نبوّت میں سے ایک مستقل وظیفہ ہے، اور صوفیائے کرام اس وراثتِ نبوّت کے امین اور اس عظیم الشان شعبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں، اور یہ شعبہ اس قدر اہم اور اتنا نازک ہے کہ نہ اس کے بغیر مقاصدِ نبوّت کی تکمیل ہوتی ہے اور نہ یہ اُمت ہی اپنے اس فریضے سے عہدہ برآ ہوتی ہے جو اس کے ذمے عائد کیا گیا ہے۔

حضراتِ صوفیائے کرام پوری اُمت کی جانب سے تشکر و امتنان اور جزائے خیر کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس نازک ترین فریضے کو سنبھالا اور نہایت خاموشی اور یکسوئی کے ساتھ افرادِ اُمت کی اصلاح وتربیت، تزکیۂ نفوس اور انسان سازی کا کام کیا، اگر یہ نہ ہوتا تو یہ اُمت وراثتِ نبوّت کے اس شعبے سے محروم، عالم نما جاہلوں کی بھیڑ ہوتی! اُمت کو اگر میدانِ جہاد میں سربکف جانبازوں کی ضرورت ہے، اگر مکاتب و مدارس اور دانش کدوں میں لائق اساتذہ کی ضرورت ہے، اگر ایوانِ عدالت میں عدل پرور قاضیوں اور ججوں کی ضرورت ہے، اگر سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں تحقیق کرنے والوں کی ضرورت ہے، اگر ہر شعبۂ زندگی کو زندہ و توانا رکھنے کے لئے الگ الگ متخصصین کی ضرورت ہے تو یقیناً انسان سازی کے کارخانوں میں انسانوں کو انسان بنانے والوں کی بھی ضرورت ہے، انسان سازی کے یہ کارخانے خانقاہیں ہیں، اور جو حضرات انسان سازی کا کام کر رہے ہیں انہیں ''صوفیاء'' کہا جاتا ہے۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم، حصہ اول، ص150 تا 152)

”صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة“

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ہماری اس کہانی کے ہیرو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ شخص ہیں جن کا نام عبداللہ بن حذافہ سہمی ہے۔ ممکن تھا کہ تاریخ اس شخص کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کرتی اور اس کا کوئی خیال دل میں لائے بغیر اسی طرح گزر جاتی جس طرح اس سے پہلے کے لاکھوں عربوں کو نظرانداز کرتی ہوئی گزر گئی ہے لیکن اسلام نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کے لیے ان کے دو ہم عصر اور اپنے وقت کے عظیم بادشاہوں .... بادشاہ ایران کسریٰ اور بادشاہ روم قیصر سے ملاقات کا موقع فراہم کر دیا تھا اور ان دونوں سے ان کی ملاقات کے ساتھ ایک ایسی داستان وابستہ ہوگئی جو ہمیشہ کے لیے زمانے کی یادداشت میں محفوظ ہو چکی ہے اور جس کو تاریخ کی زبان برابر دہراتی رہے گی۔

بادشاہ ایران کسریٰ کے ساتھ ان کی ملاقات کا قصہ ۶ھ سے تعلق رکھتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کچھ صحابہؓ کے ذریعہ سے شاہان عجم کے پاس دعوتی خطوط ارسال فرمائے اور ان خطوط کے ذریعے سے انہیں اسلام کی دعوت دینے کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مہم کے دوران میں پیش آنے والے خطرات کا پورا پورا اندازہ تھا۔ کیوں کہ ان قاصدوں کو ایسے دور دراز علاقوں میں جانا تھا جن سے اس سے پہلے ان کو کوئی سابقہ نہیں پیش آیا تھا۔ مزید برآں یہ کہ وہ ان علاقوں کی زبانوں سے نابلد اور ان حکمرانوں کے مزاج سے بالکل ناواقف تھے پھر اس پر طرہ یہ کہ انہیں ان کو اپنے سابقہ ادیان کو ترک کرنے، اپنے اقتدار وحکومت کے منصب سے الگ ہو جانے اور ایک ایسی قوم کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دینا تھی جو ماضی قریب میں ان کے ماتحت رہ چکی تھی۔ یقیناً یہ ایک نہایت ہی خطرناک سفر تھا جس پر روانہ ہونا موت کے منہ میں جانے اور اس سے زندہ سلامت واپس آنا نیا جنم پانے کے مترادف تھا۔ اس مہم کے متوقع خطرات کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ”میں تم سے کچھ لوگوں کو شاہان عجم کے یہاں سفارت پر بھیجنا چاہتا ہوں تم لوگ اس میں مجھ سے اختلاف نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام سے اختلاف کیا تھا۔“

جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم کو جہاں چاہیں بھیج دیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر پیغام خوشی خوشی پہنچانے کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک عرب اور شاہان عجم کے پاس اپنے خطوط پہنچانے کے لیے چھ صحابہ کرام کو طلب فرمایا۔ ان میں ایک حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہیں بادشاہ ایران کسریٰ کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کیا گیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی (حدیث/٤٤٢٤)

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کو سواری کے لیے تیار کیا۔ بیوی بچوں سے رخصت ہوئے اور تنِ تنہا اپنی منزلِ مقصود کا رخ کیا وہ راستے کے نشیب وفراز کو طے کرتے اور

سفر کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے ایران پہنچے تو درباریوں سے کسریٰ کے ساتھ ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور ان کو اس خط سے بھی آگاہ کر دیا جسے وہ بادشاہ کے لیے لے کر آئے تھے۔ کسریٰ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے دربار کی تزئین و آرائش کا حکم دیا اور اپنے تمام بڑے بڑے افسروں کو دربار میں حاضری کی ہدایت کی۔ ساری تیاریاں مکمل ہوگئیں تو اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دربار میں طلب کیا۔ اس وقت ان کے جسم پر ہلکا سا کمبل اور معمولی سی عبا تھی اور ان کے حلیہ سے بدوی عربوں کی سادگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ لیکن ان کا سر بہت بڑا اور قد کافی لمبا تھا اور ان کے سینے میں عظمت اسلام اور دل میں عزت اسلام کی آتش جوالہ شعلہ زن تھی۔ کسریٰ نے ان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک درباری کو اشارہ کیا کہ وہ خط ان کے ہاتھ سے لے لے۔ مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ میں یہ خط اپنے ہاتھ سے آپ کے حوالے کروں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ کسریٰ نے درباریوں سے کہا کہ چھوڑ دو اس کو میرے پاس آنے دو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے قریب جا کر خط اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے اپنے عرب سیکرٹری کو بلایا (جو حیرہ کا باشندہ تھا) اور اسے اپنے سامنے خط کھولنے اور اس کو پڑھنے کا حکم دیا۔ اس نے خط کھول کر پڑھنا شروع کیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (۲:۳۰۰)

"اللہ رحمن و رحیم کے نام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شاہ ایران کسریٰ کو، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے" خط کا اتنا حصہ سنتے ہی اس کے سینے میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی، اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں تن گئیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کا آغاز اپنے نام سے کیا تھا۔ اس نے سیکرٹری کے ہاتھ سے خط جھپٹ لیا۔ اور اس کے مندرجات کو جانے بغیر اسے پرزہ پرزہ کرتے ہوئے چیخ اٹھا: میرا غلام اور مجھے اس طرح خط لکھ رہا ہے۔ پھر اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دربار سے نکال باہر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہاں سے نکال دیئے گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دربار سے نکلے تو انہیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ اب اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے؟ وہ قتل کر دیئے جائیں گے یا انہیں آزاد چھوڑ دیا جائے گا؟ لیکن پھر انہوں نے اپنے دل میں کہا: "اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پہنچانے کے بعد اب میرا جو بھی حشر ہو مجھے اس کی قطعی کوئی پروا نہیں۔"

ادھر جب کسریٰ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ اپنے سامنے پیش کیے جانے کا حکم دیا لیکن وہ نہیں ملے۔ اس کے آدمیوں نے بہت تلاش کیا مگر ان کا کوئی سراغ نہ ملا۔ ان لوگوں نے جزیرہ عرب تک جانے والے تمام راستوں کو چھان مارا مگر وہ ان کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کسریٰ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی کل روداد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دی اور خط پھاڑنے کے واقعے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ ان کی مکمل روداد سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا: "مرق اللہ ملکہ: اللہ تعالی اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دے۔" (صحیح بخاری کتاب المغازی (حدیث/۴۴۲۴) فتح الباری بحوالہ الرحیق المختوم صفحہ ۴۸۱) ادھر کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جس نے حجاز میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اپنے دو قوی اور بہادر آدمیوں کو بھیجو اور انہیں حکم دو کہ اسے پکڑ لائیں اور میرے سامنے پیش کریں۔ حسب حکم باذان نے اپنے دو بہترین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کئے اور ان دونوں کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط بھی بھیجا جس میں اس نے لکھا کہ آپ بلا تاخیر ان کے ساتھ کسریٰ کے سامنے پیش ہونے کے لئے چلے آئیں۔ اس نے ان دونوں سے یہ بھی کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مکمل آگاہی حاصل کریں اور ان کے متعلق مفصل معلومات فراہم کر کے اس کو آگاہ کر دیں۔

وہ دونوں پیہم اور تیز رفتاری کے ساتھ مراحل سفر طے کرتے ہوئے طائف پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات قریش کے ایک تجارتی قافلے سے ہوئی۔ ان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ یثرب میں ہیں۔ اس کے بعد تاجر خوش و خرم اور شاداں و فرحاں مکہ پہنچے اور انہوں نے قریش کو خوش خبری دیتے ہوئے کہا کہ یہ بات تمہارے لئے بڑی خوش کن اور

مسرت انگیز ہے کہ ’’کسریٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درپے آزار ہوگیا ہے اور اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے اور ان دونوں نے مدینہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور باذان کا خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ: کسریٰ نے اپنے حاکم باذان کو ہدایت کی ہے کہ وہ آپ کو لانے کے لئے کسی کو بھیجے۔ چنانچہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلے چلیں اگر آپ ہماری بات مان لیں تو ہم کسریٰ سے بات کر کے آپ کے لئے رعایت حاصل کریں گے اور آپ کو اس کی طرف سے پہنچنے والی ہر متوقع تکلیف اور اذیت سے بچائیں گے۔ لیکن اگر آپ نے ہماری بات ماننے سے انکار کیا تو آپ خود اس کی قوت وسرکشی سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کی پوری قوم کو تباہ و برباد کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ باتیں سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آج تو تم لوگ اپنی قیام گاہ پر واپس جاؤ کل پھر آنا۔ جب دوسرے دن وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ چلنے اور کسریٰ سے ملنے کے لئے خود کو تیار کرلیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ آج کے بعد تم کسریٰ سے نہیں مل سکو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ’’شیرویہ‘‘ کو فلاں مہینے کی فلاں رات اس کے اوپر مسلط کر کے اسے ہلاک کردیا ہے۔

یہ سنا تو ان کے چہروں پر دہشت وحیرانی کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ ٹکٹکی باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر وہ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولے: جانتے ہیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ بات ہم اذان کو لکھ دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

’’ہاں! اور اس کو یہ بھی لکھ دینا کہ میرا دین کسریٰ کی سلطنت کے آخری حدود تک پہنچے گا اور اسے یہ بھی لکھ دو کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہارا یہ سارا زیر حکومت علاقہ تمہارے سپرد کر کے تم کو تمہاری قوم کا حکمران بنادوں گا۔‘‘

اس کے بعد وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر باذان کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر سے اس کو مطلع کیا۔ باذان نے کہا کہ اگر ان کی یہ بات درست ہے تو یقیناً وہ اللہ کے نبی ہیں اور اگر ایسا نہیں تو سوچوں گا کہ مجھے ان کے ساتھ کیا رویہ اپنانا چاہیے۔ پھر اس کے چند ہی روز بعد "شیرویہ" کا خط باذان کے پاس پہنچا جس میں اس نے لکھا تھا:

’’میں نے کسریٰ کو قتل کردیا ہے۔ میں نے اس کو اپنی قوم کے انتقام میں قتل کیا ہے۔ اس نے ہماری قوم کے اشراف کو قتل کرنا ان کی عورتوں کو کنیز بنانا اور ان کے اموال کو غصب کرنا اپنا شیوہ بنالیا تھا۔ جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو اپنے پاس موجود تمام لوگوں سے میری اطاعت وفرمانبرداری کا عہد لے لو۔" باذان نے اس خط کو پڑھتے ہی ایک طرف پھینک کر اپنے دخول اسلام کا اعلان کردیا اور اس کے ساتھ ہی یمن میں رہنے والے سارے ایرانیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (فتح الباری بہ حوالہ الرحیق المختوم صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جلد۱ ص ۲۲۶، ۲۲۷)

یہ کہانی تو تھی حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی کسریٰ شاہ ایران کے ساتھ ملاقات کی! رہی قیصر روم سے ان کی ملاقات کی کہانی! تو وہ یہ ہے:

قیصر روم کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی۔ ان کی ملاقات کا یہ قصہ بھی حد درجہ دلچسپ اور نہایت حیرت انگیز ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۳ ہجری میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی تھی جس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ مسلم مجاہدین کی صداقتِ ایمانی، عقیدہ کی پختگی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کی جانبازی وجاں نگاری کی خبریں قیصر روم تک پہلے سے پہنچی ہوئی تھیں۔ اس نے اپنے فوجی افسروں کو اس بات کی ہدایت کر دی تھی کہ وہ اگر کسی مسلم سپاہی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو اسے قتل نہ کریں بلکہ زندہ اس کے سامنے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی! اتفاق سے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ رومی فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے، رومی انہیں بادشاہ کے پاس لائے اور یہ کہتے ہوئے اس کے سامنے پیش کیا کہ یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے ہے جنہوں نے بالکل آغاز دعوت کے زمانے میں ان کی پکار پر لبیک کہا تھا۔ ہم اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور حسب حکم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

قیصر انہیں دیر تک بغور دیکھتا رہا۔ پھر ان سے کہنے لگا: ’’میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کر رہا ہوں۔‘‘

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’وہ کیا بات ہے؟‘‘

تم نصرانیت قبول کرلو۔ اگر تم نے میری

بات مان لی تو میں تمہیں رہا کردوں گا اور تمہارے ساتھ عزت وتکریم کا بہترین سلوک کروں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اس پیشکش کو پائے نفرت وحقارت سے ٹکرا دیا اور حد درجہ حزم وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا: یہ ناممکن ہے۔ موت مجھے تمہاری اس پیشکش سے ہزاروں گنا زیادہ محبوب ہے۔ ’’میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک نہایت عقلمند ودانا آدمی ہو۔ اگر تم میری یہ پیشکش قبول کرلو تو میں تمہیں اپنے اقتدار میں شریک کرلوں گا۔‘‘ قیصر ان کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کررہا تھا۔ بادشاہ کی اس بے وزن پیش کش کو سن کر بوجھل زنجیروں میں جکڑا ہوا قیدی بے ساختہ مسکرا پڑا اور اس نے نہایت بے نیازی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

’’اللہ کی قسم! اگر تم عرب وعجم کی ساری سلطنت بھی مجھے دے دو اور اس کے بدلہ میں صرف یہ چاہو کہ میں ایک لمحے کے لئے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں تو بھی میرے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے۔‘‘ قیصر نے دھمکی دیتے ہوئے کہا: ’’تب میں تم کو قتل کردوں گا۔‘‘

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دھمکی سے مرعوب ہوئے بغیر جواب دیا۔ تمہاری مرضی جو چاہو کرو۔

پھر قیصر نے انہیں ٹکٹکی (تپائی جس سے مجرموں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کوڑے یا بید مارتے ہیں) پر باندھنے کا حکم دیا۔ اس کے اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی اور انہیں ٹکٹکی پر باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے جلاد سے رومی زبان میں کہا کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے آس پاس تیر چلاؤ (وہ اس وقت بھی انہیں نصرانیت قبول کرنے کی دعوت دے رہا تھا) مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے جلاد کو اس کے پاؤں کے اردگرد تیر مارنے کا حکم دیا۔ (اس دوران میں بھی وہ انہیں اپنا دین چھوڑنے کی دعوت دیتا رہا لیکن انہوں نے پھر بھی انکار کیا) تب قیصر نے جلاد کو رک جانے کا اشارہ کیا اور کہا کہ اسے تختہ دار سے نیچے اتار دو۔ پھر اس نے ایک بڑی سی دیگ منگوائی اس میں تیل ڈلوایا اور اسے آگ پر رکھوا دیا۔ جب تیل کھولنے لگا تو اس نے مسلم قیدیوں میں سے دو آدمیوں کو بلوایا اور ان میں سے ایک کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈلوا دیا۔ اس میں ڈالتے ہی ان کے بدن کا گوشت الگ ہوگیا اور ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ قیصر نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کرتے ہوئے پھر ان کو نصرانیت قبول کرنے کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ اس کی دعوت کو رد کر دیا۔ جب وہ ان سے بالکل مایوس ہوگیا تو انہیں بھی اسی دیگ میں ڈالنے کا حکم دیا جس میں ان کے دونوں ساتھیوں کو ڈالا گیا۔ جب انہیں کشاں کشاں دیگ کی طرف لے جایا جارہا تھا ان کی آنکھیں اشک آلود ہوگئیں۔ سپاہیوں نے قیصر سے کہا کہ یہ رو رہا ہے۔ قیصر نے سمجھا کہ اب ان کی ہمت جواب دے گئی ہے۔ اس نے سپاہیوں سے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے پھر اس خواہش کا اعادہ کیا کہ وہ نصرانیت اختیار کرلیں مگر جب انہوں نے انکار کر دیا تو اس نے دریافت کیا کہ پھر تم رو کیوں رہے تھے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ’’میرے دل میں یہ خیال آیا کہ عبداللہ اس وقت تم اس دیگ میں ڈال دیئے جاؤ گے اور تمہاری جان نکل جائے گی حالانکہ میری خواہش تھی کہ کاش میرے بدن میں اتنی ہی جانیں ہوتیں جتنے بال ہیں اور وہ تمام جانیں ایک ایک کر کے اللہ کے دین کے لئے اس دیگ میں ڈالی جاتیں۔ اسی خیال پر مجھے رونا آ گیا۔‘‘

قیصر نے پوچھا: ’’اچھا کیا تم میرے سر کو بوسہ دے سکتے ہو؟ اگر تم ایسا کرو تو میں تم کو رہا کردوں گا۔‘‘

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ’’اور میرے دوسرے تمام مسلمان ساتھیوں کو بھی؟‘‘

قیصر نے جواب دیا: ’’ہاں! دوسرے تمام مسلمان قیدیوں کو بھی تمہارے ساتھ رہا کر دیا جائے گا۔‘‘ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ’’میں نے دل میں سوچا کہ یہ اللہ کا ایک دشمن ہے اگر میں اس کے سر کو بوسہ دے دوں تو یہ اس کے بدلہ میں مجھے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کردے گا ایسا کر لینے میں میرا کیا نقصان ہے؟‘‘ پھر انہوں نے قریب جا کر اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور قیصر نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تمام مسلمان قیدی جمع کر کے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کردیئے جائیں اور اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے اپنی یہ آپ بیتی ان کو سنائی جس کو سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور قیدیوں کو دیکھا تو فرمایا کہ ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دے اور یہ حق سب سے پہلے میں ادا کر رہا ہوں۔ اور پھر انہوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لیا۔

✲✲______________✲✲

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

دوسری قسط

مولانا سعد کامران

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۴:

بشیر الدولہ، عالم کباب کی پیشگوئی:

مرزا صاحب کی عادت تھی کہ جب کبھی آپ کی بیوی حاملہ ہوتی تو قبل از وقت اولاد کی پیشگوئی کر دیتے۔ اگر بہو حاملہ ہوتی تو پوتا ہونے کی خوشخبری گھڑ لیتے۔ اگر کسی مرید کی بیوی حاملہ ہوتی تو اس کے حق میں لڑکا یا لڑکی ہونے کی پیشگوئی گھڑ لیتے اور ساتھ ہی دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''ممکن ہے'' جیسے الفاظ بھی استعمال کر لیتے تا کہ اگر پیشگوئی کے الٹ معاملہ ہوجائے تو پھر بھی ذلت و رسوائی سے بچنے کا بہانہ موجود ہے۔

یہ پیشگوئی جس کا ذکر درج ذیل ہوگا یہ پیشگوئی بھی مرزا صاحب کے ایک مرید کی بیوی کے بارے میں ہے۔

فروری 1906 میں مرزا صاحب کے ایک مرید میاں منظور محمد کی بیوی حاملہ تھی اس وقت مرزا صاحب نے درج ذیل پیشگوئی کی:

''دیکھا کہ منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہے، دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے، تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ ''بشیر الدولہ''۔ فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لڑکے سے کس طرف اشارہ ہے۔'' (تذکرہ، ص:510، جدید ایڈیشن 2004ء، ریویو مارچ 1906ء، صفحہ 122)

اس گول مول الہام میں مرزا صاحب نے دجل وفریب سے کام لیا مرزا صاحب کا مطلب یہ تھا کہ اگر تو بیٹا پیدا ہوگیا تو چاندی کھری ہے، میں کہہ دوں گا کہ الہام کا یہی مطلب تھا اور اگر بیٹا پیدا نہ ہوا تو پھر کہہ دوں گا کہ یہ الہام کسی اور کے بارے میں ہے۔ مگر میرے اللہ بھی مرزا صاحب کو ذلیل کروانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے ساڑھے چار ماہ بعد مرزا صاحب کے قلم سے ایک اور پیشگوئی لکھی گئی، وہ درج ذیل ہے:

''17/ جون 1906ء کو بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم زوجہ منظور محمد کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دو نام ہوں گے: (۱) بشیر الدولہ، (۲) عالم کباب۔ یہ دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔ بشیر الدولہ سے مراد ہماری دولت اور اقبال کے لیے بشارت دینے والا: عالم کباب سے یہ مراد ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے چند ماہ تک یا جب تک وہ اپنی بُرائی بھلائی شناخت کرے، دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا۔ خدا کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لیے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں پیدا ہوگا، مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔'' (تذکرہ، ص:533، جدید ایڈیشن 2004ء، ریویو جون 1906ء، سرورق آخری)

اگرچہ مرزا صاحب کی یہ عبارت بھی پُرفریب ہے، مگر اس عبارت سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

(1) منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

(2) اس لڑکے کا نام بشیر الدولہ عالم کباب ہوگا۔

(3) اس کے بعد دنیا پر سخت تباہی آجائے گی۔

(4) بالفرض اگر لڑکی پیدا ہوگئی تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ سرکش لوگوں کو مہلت دینا چاہتے ہیں۔

(5) اگر لڑکی پیدا ہوگئی تو اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ ضرور پیدا ہوگا، کیونکہ وہ خدا کا ایک نشان ہوگا۔

معزز قارئین قادیانیوں کے لیے ہائے افسوس کہ منظور محمد کی بیوی کے ہاں اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی، اور اس کے کچھ عرصہ بعد منظور محمد کی وہ بیوی یعنی محمدی بیگم فوت ہوگئی اور ''بشیر

الدولہ عالم کباب‘‘ لڑکا پیدا نہ ہوسکا، جس کو مرزا صاحب نے خدا کا نشان کہا تھا۔

مرزا صاحب کے مرنے کے بعد قادیانیوں نے اس پیشگوئی پر یوں تبصرہ کیا تھا:

’’اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی، گو حضرت اقدس نے اس کا وقوع محمدی بیگم سے ہی فرمایا تھا۔ مگر چونکہ وہ فوت ہوچکی ہے، لہٰذا اب نام کی تخصیص نہ رہی، بہر صورت یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔‘‘

(البشریٰ، ج:2،ص:116)

معزز قارئین قادیانیوں کی بے بسی آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو کس طرح اپنی پیشگوئی میں جھوٹا ثابت کروایا۔ اللہ تعالیٰ تمام قادیانیوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۵:

عمر پانے والا لڑکا:

مرزا صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے:

’’عرصہ بیس یا اکیس برس کا گزر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے۔ چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں: (۱)محمود احمد، (۲)بشیر احمد، (۳)شریف احمد اور (۴)مبارک احمد۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، ص:210، مندرجہ روحانی خزائن، ج:22،ص:228)

مرزا صاحب نے ان چند سطروں میں کئی جھوٹ بولے ہیں۔ مثلاً: میں نے 20 یا 21 برس پہلے چار بیٹوں کی خدا کی طرف سے عمر پانے کی پیشگوئی کی تھی۔ ایسا کوئی اشتہار مرزا صاحب نے شائع نہیں کیا تھا۔

البتہ مرزا صاحب نے 20/ فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا تھا، جس میں لکھا تھا:

’’وہ تین کو چار کرے گا، اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، ج:1،ص:96، اشتہار 20/فروری 1886ء، جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:1، ص:101، اشتہار 20/ فروری 1886ء، پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا)

اس اشتہار کے معنی مرزا صاحب کی سمجھ میں نہیں آئے تھے۔

البتہ مصلح موعود لڑکا ’’مبارک احمد‘‘ کے متعلق بعض تحریرات میں مرزا صاحب نے لکھا ہے: ’’وہ عمر پانے والا لڑکا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:134، روحانی خزائن، ج:22، ص:573)

لیکن مبارک احمد 9 سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کر گیا۔ (تذکرہ، ص:278، جدید ایڈیشن 2004ء)

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے خدا نے مرزا صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے چار لڑکے دوں گا جو عمر پائیں گے۔

لیکن قادیانیوں کے لیے ہائے افسوس کہ مرزا صاحب کا چوتھا لڑکا مبارک احمد نو سال کی عمر میں وفات پا کر مرزا صاحب کو دنیا میں ذلیل کر گیا۔ یوں عمر پانے والے لڑکے کی پیشگوئی پوری نہ ہوسکی۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو الہام کرنے والا شیطان تھا جس کی وجہ سے مرزا صاحب کو ذلیل ہونا پڑا۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ٦:

محمدی بیگم کی پیشگوئی:

محمدی بیگم کی عمر تقریباً نو سال تھی اور مرزا صاحب کی عمر 49 سال تھی۔ جب مرزا صاحب کی غلیظ نظریں محمدی بیگم پر پڑ گئیں اور مرزا صاحب حیلوں بہانوں سے محمدی بیگم کو پانے کی کوششوں میں لگے رہے۔

محمدی بیگم کے والد جن کا نام ’’احمد بیگ ہوشیار پوری‘‘ تھا اور وہ مرزا صاحب کے رشتے داروں میں سے تھے۔ ان کو ایک زمین کے کام کے لیے مرزا صاحب کی ضرورت پڑ گئی۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ہماری عادت استخارے کے بغیر کوئی بھی کام کرنے کی نہیں ہے۔ لہٰذا چند دن بعد بتایا جائے گا کہ آیا یہ کام میں کرسکتا ہوں یا نہیں۔ کچھ دنوں بعد حسب توقع اپنے اس سلوک و مروت کی قیمت کے طور پر یا محمدی بیگم کو پانے کے لیے اس کام کے بدلے محمدی بیگم کا رشتہ اس کے باپ سے مانگا، اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ اگر محمدی بیگم کا رشتہ میرے ساتھ طے کردیں تو میں آپ کی زمین کی گواہی دوں گا اور اس کے ساتھ مزید زمین بھی آپ کو تحفتاً دوں گا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر محمدی بیگم کے والد نے محمدی بیگم کا رشتہ مرزا صاحب سے طے نہ کیا تو مرزا صاحب زمین کے معاملہ میں گواہی نہیں دے گا۔ مرزا صاحب نے یہ باتیں جن کا خلاصہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایک خط کی صورت میں محمدی بیگم کے والد کو لکھی تھیں۔ محمدی بیگم کا والد ایک عزت دار آدمی تھا۔ اس لیے اس نے مرزا صاحب کا بلیک میلنگ پر مبنی خط اخبارات میں شائع کروادیا۔ اگر محمدی بیگم کا والد

ایسا نہ کرتا اور اپنی بیٹی محمدی بیگم کا رشتہ زمین کے بدلے میں یا لالچ کے طور پر مرزا صاحب کو دے دیتا تو قیامت تک کے لیے لوگ محمدی بیگم کے والد کو ذلیل اور حقیر سمجھتے۔ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے والد کو جو خط لکھا اس میں پیشگوئی بھی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

’’خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی دور کردے گا اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لیے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہیں ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں، جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق یا کذب معلوم ہوسکتا ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، ص:280، مندرجہ روحانی خزائن، ج:5، ص:281)، (اخبار نور افشاں، 10/ مئی 1888ء)

جب محمدی بیگم کے والد نے مرزا صاحب کا یہ خط اخبار نور افشاں میں شائع کروایا تو مرزا صاحب کو بھی غصہ آ گیا، کیونکہ مرزا صاحب کے دل میں چونکہ چور تھا، اس لیے مرزا صاحب نے ان کو کہا تھا کہ اس خط کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کروایا، جو کہ درج ذیل ہے:

’’اخبار نور افشاں 10/ مئی 1888ء میں جو خط اس راقم کا چھاپا گیا ہے وہ ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت سے قریبی رشتہ اور مکتوب الیہ کے نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے۔ (طریقہ اسلام والا مرزا صاحب کا جھوٹ ہے کیونکہ وہ طریقہ اسلام سے انحراف نہیں رکھتے تھے صرف مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں کذاب سمجھتے تھے)۔ یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغ گو جانتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ کئی دفعہ ان کے لیے دعا کی گئی۔ دعا قبول ہوکر خدا نے یہ تقریب پیدا کی کہ والد اس دختر کا ایک ضروری کام کے لیے ہماری طرف متوجہ ہوا۔ قریب تھا کہ ہم دستخط کردیتے، لیکن خیال آیا کہ استخارہ کرلینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا، پھر استخارہ کیا گیا، وہ استخارہ کیا تھا گویا نشان آسمانی کی درخواست کا وقت آ پہنچا۔ اس قادر حکیم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی دختر کلاں کے لیے سلسلہ جنبانی کرو اور ان سے کہہ دو کہ تمام سلوک و مروت تم سے اس شرط پر کیا جائے گا۔ اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا، جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ مقرر کررکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے کہ: ’’كذبوا بآياتنا وكانوا بها يستهزءون۔ فسيكفيكهم الله ويردها اليك لا تبديل لكلمات الله۔ ان ربك فعال لما يريد‘‘ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے ہنسی کررہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ ان کے تدارک کے لیے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا اور کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہوجاتا ہے۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، ص:280، مندرجہ روحانی خزائن، ج:5، ص:281 تا 288)

اس عبارت میں جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے، وہ تشریح کا محتاج نہیں۔

(جاری ہے)

بدو کا شوربہ!

ایک بدو اپنے گھر میں بیٹھا تھا، بھوک کا احساس ہوا تو کہنے لگا: کاش! میرے پاس گوشت ہوتا تو اس کا شوربہ بنا کر کھانے انتظام کرتا! تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کا پڑوسی آ گیا اور سالن مانگنے لگا............

بدو نے کہا: واہ! ہمارے پڑوسی بھی عجیب ہیں جو ہماری خواہشات اور تمناؤں کو بھی سونگھ لیتے ہیں!! عربی سے ترجمہ از نور محمد قاسمی۔ (مرسلہ: مولوی محمد قاسم، کراچی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

بورے والا میں ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ عربیہ بورے والا میں 17 نومبر 2022ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت جامعہ عربیہ کے مہتمم اور مجلس تحفظ ختم نبوت بورے والا کے امیر مولانا حافظ محمد ہارون نے کی۔ تلاوت کی سعادت جھنگ سے آئے ہوئے مہمان قاری محمد زکریا خالد نے کی۔ نعت حضرت امیر مرکزیہ کے رفیق سفر جناب محمد جعفر نے پیش کی۔

علماء کرام نے اپنے بیانات میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کی حفاظت کے لیے امت مسلمہ کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے ہماری یہ پُرامن تحریک جاری رہے گی۔

جامعہ عربیہ بورے والا تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ اس کے بانی شہید ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت شیخ احمدؒ تھے جو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ ان کے بعد کئی ایک علماء کرام نے جامعہ کا چارج سنبھالا لیکن سنبھال نہ سکے۔ مولانا حافظ عبدالرحیمؒ جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ کے مسترشدین میں سے تھے، انہوں نے اپنی حیات مستعار میں جامعہ کو بام عروج تک پہنچایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے قریبی عزیز مولانا عبدالرؤفؒ مہتمم ہے۔ وقت تحریر مولانا عبدالرؤف کے فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد ہارون مہتمم ہیں۔ جہاں آپ جامعہ کے مہتمم ہیں، وہاں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بورے والا کے امیر بھی ہیں۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے یہ مدرسہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔

رات آرام و قیام جامعہ خالد ابن ولید ٹھینگی کالونی وہاڑی میں رہا۔

مقام رسالت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور ضلع مظفرگڑھ کے امیر مولانا قاری منیر احمد نعمانی مدظلہ انتہائی متحرک اور فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے فتح پور روڈ علی پور میں مدرسہ اور جامع مسجد رحمۃ للعالمین کے نام سے خوبصورت مسجد تعمیر کررہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً تبلیغی پروگرام منعقد کراتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے 18/ نومبر کو جمعۃ المبارک کے روز اپنے ادارہ میں مقام رسالت کانفرنس کے عنوان سے خوبصورت تقریب منعقد کی۔ صدارت مولانا محمد سلیم شیخ الحدیث جامعہ حبیب المدارس یاکی والی علی پور نے کی۔ چنانچہ تنظیم اہلسنت پاکستان کے مرکزی مبلغ سید کفایت حسین شاہ نقوی مدظلہ نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے عنوان پر اپنی طرز میں خوبصورت بیان کیا۔ موصوف رفض و خروج سے نکل کر 28 سال سے تنظیم اہلسنت کے پلیٹ فارم سے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مقام رسالت اور ختم نبوت کے عنوان پر آدھ گھنٹہ سے زائد خطاب کیا۔ (قاری محمد عدنان، مدرسہ ختم نبوت پرمٹ)

جامع مسجد پہلوان والی میں درس: 18 نومبر عشا کی نماز کے بعد جامع مسجد پہلوان والی علی پور میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ’’علم اور علمائے امت‘‘ کے عنوان پر پون گھنٹہ بیان کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جناب عبدالغفور پہلوان نے یہ مسجد تعمیر کرائی۔ چنانچہ اس کی وصف پہلوان کے عنوان پر مسجد کا نام پہلوان والی مشہور ہوگیا۔

مکی مسجد علی پور میں بیان: 19/ نومبر صبح کی نماز کے بعد محمد اسماعیل نے بیان کیا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، قاری منیر احمد نعمانی، مولانا حمزہ لقمان کو ایک نومسلمہ مظلوم خاتون کی امداد پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا اور اپنے بیان میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت اور عیسائیت سے تائب ہونے والے نومسلموں پر ہونے والے مظالم پر ان کی بھرپور امداد اپنا اخلاقی اور منصبی فرض سمجھتی ہے۔ ’’جنت بی بی‘‘ نامی خاتون نے شہر سلطان میں اسلام قبول کیا تو قادیانیوں کی طرف سے موصوفہ پر قسم قسم کے مظالم شروع ہوئے، الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مظلوم نومسلمہ کے ساتھ انتظامیہ اور عدلیہ میں بھرپور تعاون کیا اور قادیانیوں کو نتھ ڈالے رکھی۔ مجلس کی طرف سے ضلعی مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ اور مقامی امیر قاری منیر

احمد نعمانی نے ہر محاذ پر اس کا تعاون کیا اور کر رہے ہیں۔ مولانا حمزہ لقمان سلمہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں کے فاضل اور مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے پوتے ہیں، اپنے دادا کی طرح صاحبِ طرز خطیب ہیں۔ پرمٹ علی پور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدرسہ دارالہدیٰ کی نگرانی کررہے ہیں۔

مولانا اجو دحقانی حفظہ اللہ ہمارے سابق مبلغ مولانا غلام محمد علی پوریؒ المعروف بہاولپوری کے فرزند ارجمند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے سابق امیر مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے ہمشیرزادہ اور علی پور میں جامعہ حسینیہ کے مہتمم ہیں۔ آپ نے موخر الذکر دونوں پروگراموں میں شرکت کی۔ دارالعلوم ختم نبوت کے مہتمم مولانا ذوالفقار احمد قادری بھی راقم کو ملنے کے لیے جامعہ رحمۃ للعالمین کے پروگرام میں تشریف لے آئے۔

مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چلنے والا ادارہ ہے جس میں 150 طلبہ، چار اساتذہ کرام کی نگرانی میں حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ ہمارے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے ایک عزیز مولانا قاری محمد عدنان ادارہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں، ادارہ میں کچھ دیر کے لیے حاضری دی۔ اس ادارہ میں مولانا عبدالکریمؒ کافی عرصہ اہتمام ونگرانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد مولانا حمزہ لقمان اور مولانا محمد عدنان کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

میرواہ میں ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 19/ نومبر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد میرواہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا عبدالرزاق مدظلہ نے کی جبکہ مہمانان خصوصی مولانا محمد عدنان نگران مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ اور قاری محمد منیر احمد نعمانی علی پور تھے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عدنان، مولانا منیر احمد نعمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں، جو آئے روز ملک وملت کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دور میں ہائی کورٹ کے فیصلہ جس میں ماسٹرز کلاسز اور دوسری کلاسز میں ختم نبوت پر پی ایچ ڈی کرنے کی اجازت کے خلاف اپیل کی گئی، موجودہ حکومت بھی اس اپیل کی پیروی کررہی ہے۔ علماء کرام نے حکومت پاکستان سے اپیل واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مدرسہ میں 50 طلبہ زیر تعلیم ہیں، ان میں 30 مسافر اور 20 طلبہ مقامی ہیں۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد میرے حضرت شاہ سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم نے رکھا قریب ہی جھگی والا نامی قصبہ واقع ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا سعید احمد ہوا کرتے تھے جن کا انتقال چار پانچ سال قبل ہوا، آپ نے علاقہ میں توحید وسنت کا خوب پرچار کیا۔ (محمد نعمان علی پوری، متعلم مدرسہ صدیقیہ دین پور شریف)

جامعہ خیرالمدارس ملتان میں حاضری: 21/ نومبر عصر اور مغرب کے درمیان بانی جامعہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ اور مقبرۃ الخیر میں مدفون دیگر بزرگوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھی۔

جامعہ کے ایک استاذ حضرت مولانا خورشید احمدؒ جو چند روز پہلے انتقال فرماگئے۔ جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ سے تعزیت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

جامعہ کے شعبہ حفظ وگردان کے استاذ محترم مولانا قاری محمد اقبال مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا چند روز قبل انتقال ہوا۔ حضرت قاری صاحبؒ سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ میں: 25/ نومبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ تنظیم اہلسنت کے معروف مبلغ مولانا سید کفایت حسین نقوی مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ موصوف رافضیت چھوڑ کر اہلسنت میں آئے اور تقریباً 28 سال سے ملک کی معروف دینی جماعت تنظیم اہلسنت پاکستان کے مبلغ کی حیثیت سے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ تنظیم اہلسنت پاکستان کی بنیاد ڈیرہ غازی خان کے دو سرداروں سردار احمد خان پتافیؒ، سردار محمود خان لغاریؒ نے رکھی، اس پلیٹ فارم سے مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا سید عبدالمجید ندیمؒ، مولانا سید عبدالکریم شاہؒ ڈیرہ غازی خان سمیت دسیوں علما کرام احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اب ابنائے تونسوی مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالغفار تونسوی اپنے بزرگوں کی نیابت فرمارہے ہیں۔ مولانا سید کفایت حسین نقوی اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی ہیں، محبت والے انسان ہیں۔ راقم کی دعوت پر 25/ نومبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ انہوں نے جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ میں ارشاد فرمایا۔ 26 تا 29/ نومبر راقم صاحب فراش رہا۔ 30/ نومبر راقم نے ایک عزیز صوفی محمد امینؒ کے ایصال ثواب کی تقریب میں

شمولیت کی اور تعزیتی بیان کیا۔

مدرسہ انوارالعلوم فیز 2 ساہیوال: مدرسہ کے مہتمم مولانا ظہور احمد مدظلہ سے ان کے مدرسہ میں ملاقات کی اور ان کے مدرسہ کے ایک سینئر استاذ مولانا عبدالحمید تونسویؒ (کا تفصیلی تذکرہ راقم لکھ چکا ہے کی تعزیت اوران کے لیے دعائے مغفرت کی) موصوف نے بتلایا کہ ہمارے مدرسہ کا آغاز 2018ء سے درجہ قرآن پاک کی تعلیم سے ہوا، 2018ء میں درجہ کتب شروع ہوا، بوقت تحریر دورہ حدیث شریف اور تخصص فی الفقہ سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ مدرسہ 105 مرلہ یعنی 5 کنال اور 5 مرلہ پر مشتمل ہے۔

جامعہ محمدیہ ساہیوال: جامعہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار ہیں جو ایک عرصہ سے ختم نبوت کا علم اٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائیں، ان کا ادارہ چک 6-R/85 کے علاقہ میں ہے۔ آنجناب چک کی مسجد کے امام وخطیب بھی ہیں۔ نامساعد حالات کے باوجود وہ چراغ اپنا جلائے ہوئے ہیں۔

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال میں حاضری: الحمدللہ! مجلس نے دیپال پور چوک روڈ کے قریب اپنا ملکیتی دفتر قائم کیا ہے۔ مجلس ساہیوال کے امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی سلمہ جو ہمارے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوری کے پوتے، مولانا مطیع اللہؒ کے صاحبزادے اور جامعہ رشیدیہ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد مہتمم اور نوجوان عالم دین ہیں، دفتر تشریف لے آئے ایسے ہی ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار مدظلہ اپنے فرزند ارجمند مولانا محمد عمران کی معیت میں تشریف لے آئے امیر مجلس کی صدارت میں دفتر کی آبادی اور اس کے روزانہ کی بنیاد پر کھولنے کے متعلق کئی ایک تجاویز غور آئیں، نئے مبلغ مولانا محمد سلمان سلمہ نے تمام رفقا کی چائے سے تواضع کی۔

دارالعلوم دینیہ پتوکی کی تقریب ختم بخاری شریف میں شرکت: دارالعلوم دینیہ کے بانی ہمارے بہت ہی پیارے جماعتی دوست مولانا ہارون الرشید رشیدیؒ فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال تھے۔ اللہ پاک نے سینہ میں دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا تھا جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دینی اقدار کے مٹنے پر دھڑکتا تھا۔ راقم 1990ء میں لاہور کا مبلغ بن کر گیا تو مولانا سے ملاقاتیں رہیں، موصوف نے مدرسہ کا سنگ بنیاد بھی 1990ء میں رکھا۔

مولانا کا میدان تبلیغ و تدریس امیر التبلیغ مولانا محمد الیاس دھلویؒ کی طرح میواتی برادری رہی ہے۔ انہوں نے اپنی برادری کے سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ مئی 2000ء میں طالبات کے لیے حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کا ادارہ جامعہ حمیرا للبنات شروع کیا، جس کا آغاز امام القرا حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ پانی پتی کی بیوہ اور قاری صاحبؒ کی بیٹی استاذ القرا حضرت قاری محمد یاسین مہتمم دارالقرآن فیصل آباد کی اہلیہ محترمہ نے کیا۔ الحمدللہ! یہ ادارہ روبترقی ہے۔ امسال چھ بچیوں نے درس نظامی کی تکمیل کی دولڑکوں نے مشکوٰۃ شریف پڑھی تو ختم بخاری کے عنوان سے تقریب کا اہتمام کیا گیا، چنانچہ یکم دسمبر 2022ء کو ظہر سے عصر تک تقریب منعقد ہوئی۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت اور طلبہ وعلما اور طالبات کی ذمہ داری کے عنوان پر بیان کیا۔ جبکہ مولانا مفتی عبدالرحمٰن نقشبندی نے فضائل علم اور بخاری شریف کی اہمیت اور فضلیت پر بیان فرمایا۔ 13 طلبہ وطالبات کی قرآن پاک حفظ کی تکمیل پر ان کی دستار بندی اور دوپٹہ پوشی کی گئی، ضلعی مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد کی رفاقت حاصل رہی۔

ٹاؤن شپ لاہور میں ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد دارالسلام ٹاؤن شپ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، صدارت مولانا مفتی محمد نوید لاہوری مدظلہ نے کی جبکہ مہمانانِ خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، پیر رضوان نفیس، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم تھے۔ تلاوت قاری عبیدالرحمٰن فیض نے کی۔ نعتیہ کلام حافظ محمد عمران نقشبندی، مولانا رانا محمد عثمان قصوری، مولانا فاضل کشمیری نے فرزند ارجمند ابو ذرحسانی نے پیش کیا۔

کانفرنس سے مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ کے خطیب مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت کے تحفظ کے لیے خیر القرون سے اب تک دی جانے والی قربانیوں کا تفصیلی بیان کیا۔ نیز ٹاؤن شپ کے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا۔ کانفرنس رات تک جاری رہی، کانفرنس کا انتظام مولانا مفتی محمد نوید لاہوری اوران کے احباب میاں خالد محمود، ارشد گجر، میاں محمد نصیر نے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا گیا اور نہ ہی آئندہ کیا جائے گا۔ (مولانا عبدالنعیم، مبلغ لاہور)

خطبہ جمعہ جامع مسجد ترتیل القرآن لٹن روڈ: جامع مسجد و مدرسہ ترتیل القرآن کے بانی استاذ القرا

حضرت قاری عطاءاللہ ڈیرویؒ تھے جو تجوید وقرأت کے فن کے ماہر اساتذہ کرام میں سے تھے۔ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری ثناءاللہؒ نے مسند تدریس و تجوید وقرأت کو سنبھالے رکھا۔ موخرالذکر سماجی کاموں میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ جمعیت علما اسلام لاہور کے امیر بھی رہے۔ ایک قومی اسمبلی کے الیکشن میں بھی حصہ لیا اور خاصی تعداد میں ووٹ حاصل کیے۔ وہ بھی جوانی میں رحلت فرما گئے، اب مسجد کا نظم قاری محمد اسماعیل، سردار عبداللہ خان اور ان کے بیٹوں نے سنبھالا ہوا ھے۔ سردار جمعہ خان ہمارے مرکزی دفتر ملتان میں اکاونٹنٹ بھی رہے، ان کی استدعا پر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم نے 2/ دسمبر 2022ء جمعۃ المبارک کا خطبہ ان کے سپرد کیا۔

ختم نبوت کانفرنس راوی روڈ لاہور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے قریب برلب روڈ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس 3 دسمبر کو عشاء کے بعد منعقد ہوئی، جو رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کی۔ تلاوت قرآن پاک قاری عبدالودود نقشبندی نے کی، جبکہ جامعہ مدنیہ کے ایک طالب علم نے اپنی خوبصورت آواز میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ کانفرنس سے مجلس لاہور کے ناظم اعلیٰ خطیب خوش الحان، ثانی مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ابوبکر شیخوپوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا شاہنواز فاروقی گوجرانوالہ کے بیانات ہوئے۔ آخری خطاب امیر لاہور مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے فرمایا اور تقریباً ڈیڑھ بجے رات آپ کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا اعلان کیا۔ مقررین نے کہا کہ ایک اطلاع کے مطابق ایک متعصب، جنونی قادیانی ابوبکر خدا بخش تھوکہ کو نیب کا ڈی جی بنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ نیز اسی قادیانی ملعون کے داماد وقاص الدین کو مشہور ایجنسی سی ٹی ڈی میں اہم عہدہ سپرد کیا جا رہا ہے۔ مقررین نے کہا کہ یہ بدترین قادیانیت نوازی ہوگی، لہٰذا موخرالذکر کے نوٹیفکیشن واپس لینے اور اول الذکر اس کو یہ عہدہ سپرد کرنے کی مذمت کی گئی اور احتجاج جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حامد بلوچ نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے انتظامات جناب حامد بلوچ، حکیم ارشاد حسین، ملک محمد یونس، عمران بھٹی، رانا محمد تنویر، جناب عبدالباسط، قاری محمد اسامہ زبیر اور دیگر نے کئے۔ موخرالذکر کا نوٹیفکیشن واپس لے لیا گیا۔ (مولانا ارشاد احمد، مبلغ شمالی لاہور)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے اجلاس میں شرکت: 4/ دسمبر 2022ء ظہر سے عصر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنماؤں کا اجلاس قاری جمیل الرحمٰن اختر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں میاں رضوان نفیس، قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ، حاجی عبداللطیف، خلیل الرحمٰن، جمعیت علما اسلام کے مولانا شبیر احمد، سعید قار، حافظ نصیر احمد احرار، مولانا شفیق حسن، مولانا خالد مدثر، مولانا عمر فاروق، قاری عبدالعزیز، محمد ابراہیم، محمد حمزہ زکی، مولانا محمد اشرف گجر اور مولانا ارشاد احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں مشہور جنونی قادیانی وقاص الدین تھوکہ کو سی ٹی ڈی میں اہم عہدہ دینے کو کینسل کرنے کا خیر مقدم کیا گیا۔ اراکین مجلس نے طے کیا کہ ہم اپنے بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں قادیانیت کے خاتمہ تک اپنی پُرامن تحریک جاری رکھیں گے۔ نیز طے ہوا کہ لاہور بھر میں ختم نبوت کورسز کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ کانفرنسوں سے کورسز کی افادیت بہت زیادہ ہے۔

ختم نبوت کورس جامع مسجد عزیز رشید: جامع مسجد عزیز رشید گلشن راوی میں 3/ دسمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا، جبکہ ۴/ دسمبر کو مولانا عبدالنعیم اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السما اور نزول من السما پر سیر حاصل بیان کیا۔ مقررین نے کہا کہ اس امت کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ جب ایک صاحبِ شریعت نبی و رسول دوبارہ دنیا میں آ رہا ہے تو وہ کلیسا اور گرجا گھر میں نہیں بلکہ مسجد میں آ رہا ہے اور ایک مسلمان امام کی اقتدا میں نماز ادا کر کے بتلا رہا ہے کہ اب قیامت تک صرف اور صرف سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا سکہ چلے گا، آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔

روسہ بھیل مانگا منڈی میں ختم نبوت کانفرنس: مانگا منڈی رائے ونڈ روڈ پر راجپوتوں کا چک ہے۔ مولانا زاہد قصوری مدظلہ نے 5/ دسمبر کو ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ کانفرنس میں علاقہ کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا زاہد قصوری نے کی۔ موصوف ہر فن مولا عالم دین ہیں، خود ہی قاری، خود ہی نعت خواں، خود ہی خطیب ہیں۔ عشا کے بعد

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ رانا محمد خالد نے نعتیہ کلام پیش کیا، جبکہ مولانا عبدالنعیم اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ختم نبوت پر بیانات ہوئے۔

مدنیہ مسجد مہاجرآباد میں جلسہ: مدنیہ مسجد میں 6/دسمبر عصر کی نماز کے بعد عقیدہ ختم نبوت پر جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا غلام مصطفیٰ ہزاروی نے کی، جبکہ مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے ”عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ“ کے عنوان پر خطاب فرمایا اور سامعین سے قادیانیوں کے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ پروگرام رات گئے تک جاری رہا۔

جامع مسجد عکس جمیل میں: 7/دسمبر کو عصر کی نماز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا۔ جامع مسجد عکس جمیل میں مولانا قاری فضل الٰہی ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ موصوف بہت صالح انسان تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی ان کے فرزند ارجمند ہیں۔

جامع مسجد خضریٰ میں بیان: جامع مسجد خضریٰ کا سنگ بنیاد شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے 1966ء میں رکھا۔ قیام پاکستان کے بعد آباد ہونے والی یہ پہلی کالونی ہے جس میں سرکاری ملازمین کے لیے گیارہ گیارہ مرلہ کے پلاٹ رکھے گئے۔ جمعیت علمائے اسلام (س) کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف فاروقی اس مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز کی معیت میں کافی دیر مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو رہی۔ 7/دسمبر مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ عمر ابن خطاب: سمن آباد کے علاقہ میں جامع مسجد عمر ابن خطاب میں عشا کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی کا بیان ہوا۔ قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم، برادر محمد ابراہیم نے خصوصی شرکت کی۔ ✲✲

استاذیم مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

راقم کے ایک استاذ محترم حضرت مولانا محمد امینؒ تھے جو جلال پور پیر والا کے قریب کوٹلی عادل کے رہنے والے تھے۔ آپؒ کی عمر پاکستان کی عمر تھی، تاریخ پیدائش 3/اگست 1947ء تھی۔ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل اور استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ استاذ جی جب کہروڑ پکا باب العلوم کے صدر مدرس بن کر آئے تو کچھ عرصہ بعد انہیں استاذ جی نے باب العلوم میں بلالیا۔ دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کے مدرس تھے۔ راقم نے ان کی شاگردی میں دو سال گزارے۔ دورۂ حدیث شریف والے سال میں تو مسلم شریف آپ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ طبیعت اور مزاج میں سادگی تھی، اپنے خاندان کے کئی بچوں کو عالم بنایا۔ ان کے ایک ہمشیرزادہ مولانا عبدالرزاق دارالعلوم حنفیہ چکوال میں کئی سال سے استاذ چلے آرہے ہیں۔

ہمارے دورہ سے فراغت کے بعد بھی کئی سال استاذ رہے۔ بعدازاں جامعہ قاسم العلوم ملتان، جامعہ خالد ابن ولید وہاڑی میں کافی عرصہ پڑھاتے رہے۔ حضرت مولانا کریم بخش رحمہ اللہ کی دعوت پر جامعہ عمر ابن خطاب ملتان میں استاذ الحدیث رہے۔ غالباً شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز رہے۔ ایک سال مکمل رہے اور دوسرے سال کا پہلا سبق پڑھایا اور بلاوا آگیا۔

استاذ محترم فقیر منش آدمی تھے، جب جامعہ میں راقم کے بیانات ہوتے تو طلبہ کی صف میں آکر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے: مجھے یہاں بیٹھنے میں لطف آتا ہے۔ اپنے ایک شاگرد کی گفتگو سن کر بہت ہی خوش ہوتے۔ تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی، کبھی کبھی مالی تعاون بھی فرماتے۔ آپ قابل اساتذہ میں سے تھے۔ انہیں اساتذہ کرام بھی اپنے زمانہ کے جید علمائے کرام ملے، مولانا عبدالخالقؒ فاضل دیوبند، مولانا مفتی علی محمدؒ اور مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت صوفی محمد سرورؒ، سید فیض علی شاہؒ، مولانا منظور الحقؒ اور مولانا ظہور الحقؒ کی شاگردی نے کندن بنادیا۔ احادیث مبارکہ بڑے احسن انداز اور مختصر تقریر کے ساتھ سمجھاتے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم شریف کی دونوں جلدیں سال کے اختتام پر بآسانی ختم ہوگئیں۔ وفات سے چند سال پہلے جامعہ عمر بن خطاب کے استاذ بن کر آئے راقم زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو بہت ہی خوش ہوئے بیمار رہ کر 15/اگست 2016ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ میرے مرشد ومربی حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی اور جلال باقری قبرستان ملتان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ سے ہزاروں علمائے کرام نے علوم نبوت اور سینکڑوں سے متجاوز علمائے کرام نے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی، یقیناً یہ حضرات اور ان کی مساعی جمیلہ انشاءاللہ! محترم استاذ کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ

حضرت ڈاکٹر عبدالسلام خان دامت برکاتہم کی

مجلسِ وعظ کے احوال

مولوی محمد قاسم، کراچی

”یہ قدم اٹھے نہیں، اٹھوائے گئے ہیں
ہم اللہ والوں کی مجلس میں بلائے گئے ہیں“

مقولہ ہے کہ: ”یک زمانہ صحبتِ با اولیاء، بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا۔“ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ”اللہ کا نام بغیر توجہ کے بھی لیا جائے تب بھی اثر کیے بغیر نہیں رہتا۔“ اسی طرح ”صحبت صالح ترا صالح کند“ کے پیش نظر نیکوکاروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا انسان کو نیکی کی جانب راغب کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ والوں کی مجلس میں شریک ہونا اور اس سے بقدرِ استطاعت فائدہ اٹھانا سعادت مندی ہے۔

ایسی ہی ایک سعادت مند گھڑی ہمیں بھی اس وقت نصیب ہوئی جب امام الاولیاء و شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس خلیفہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ صحبت و بیعت حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام خان دامت برکاتہم ایبٹ آباد سے چند روز کے لیے کراچی تشریف لائے تو امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفےٰ دامت برکاتہم کی دعوت پر دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش میں قیام فرمایا۔ اس دوران آپ نے 18 دسمبر بروز اتوار بعد نمازِ عصر ہفتہ وار اصلاحی نشست میں خصوصی بیان فرمایا اور سلسلہ قادریہ کے مطابق مجلسِ ذکر اور مراقبہ کرایا۔ آپ کے وعظ سے چند قیمتی ارشادات پیش خدمت ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ اخلاق عظیمہ سے متصف ہیں۔ جاننا چاہیے کہ اخلاق کی تین قسمیں ہوتی ہیں، ایک ہے اخلاق حسنہ، جس میں جیسا معاملہ کیا جائے ویسا ہی اس کا بدلہ دے دیا جائے۔ دوسری قسم ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے معاف کردے، یہ اخلاق کریمہ ہے۔ تیسری قسم ہے اخلاق عظیمہ کہ بدلہ بھی نہ لے، معاف بھی کردے اور زیادتی کے بدلے احسان کا معاملہ کرے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی اخلاق عظیمہ کے منصب پر جلوہ گر تھے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو صبح و شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ دلوں کو اطمینان ذکرِ الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ آج ہر کوئی پریشان ہے، پریشانی ہر انسان کو عائد ہوتی ہے، کوئی اولاد نہ ہونے سے پریشان ہے تو کوئی اولاد کے نافرمان ہونے سے پریشان ہے۔ کسی کا مسئلہ مال نہ ہونا ہے تو کوئی مال دار ہو کر مال کی حفاظت کے پیش نظر پریشانی میں مبتلا ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

اللہ والوں کے اوقات میں برکت ہے، برکت مسلمان کی ڈکشنری کا لفظ ہے، کافر کی ڈکشنری کا نہیں ہے۔ ہمارے روحانی دادا امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ روزانہ ساڑھے دس لاکھ اذکار کیا کرتے تھے، باوجود اس کے کہ سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے، جمعیت علمائے اسلام کے امیر تھے، اور روزانہ فجر کے بعد عوام الناس میں درس قرآن بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اس ذکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرتؒ علی الاعلان فرمایا کرتے تھے کہ میری ہتھیلی پر چاول کا دانہ رکھ دو تو بتا دوں گا کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ پھر اذکار کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، ایک ہے زبان سے ذکر کرنا اور دوسرا ہے کہ دل ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ ذکر قلبی ذکر لسانی سے ستر گنا افضل ہے کیوں کہ اس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔

ایصالِ ثواب کی بہت برکات ہیں۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ایک واقعہ سناتا ہوں کہ سمرقند میں حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر ایک عالم دین مراقب ہوئے تو سنا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو کہو کہ جب ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو مجھے عام مشائخ میں شامل نہ کیا کریں بلکہ میرا نام لیا کریں۔ اس لیے ایصالِ ثواب کیا کریں، جن مشائخ کے لیے کرتے ہیں ان تک پہنچتا بھی ہے۔“ ✲✲

بمقام
مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
سالانہ 30واں
ختم نبوت کورس
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ سادسہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے ٭ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی ٭ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
٭ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
بتاریخ
25 فروری 2023ء
تا
19 مارچ 2023ء
زیر سرپرستی
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ
ولی کامل نقشبندی مجددی
صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
درخواستوں کیلئے پتہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670